مختصر حالات اور مجموعہ وظائف
مرشد ملت سیدی و مرشدی
حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
مرتب
محمد عبد الغفور سلیمانی

مختصر حالات اور مجموعہ وظائف

مرشدِ ملت سیدی و مرشدی

حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
دلا دست طلب بکشا بدرگاہ سلیمانی
کہ نامِ اوست خواجہ سلیماں محبوب یزدانی
مختصر حالات و ملفوظات
سیدی و مُرشدی الحاج
حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تونسوی
جامع الملفوظات
حضرت علامہ مولانا فقیر محمود صاحب سدیدی سلیمانی
سابق خطیب اعظم جامع مسجد سلیمانی تونسہ شریف
ناشر و مرتب
محمد عبد الغفور سلیمانی

نام کتاب:........................ مجموعہ ملفوظات مرشد ملت

جامع الملفوظ:........................ حضرت مولانا فقیر محمود صاحب السدیدی

مرتب و ناشر:........................ محمد عبدالغفور سلیمانی

باراوّل:........................ 1980ء

باردوم:........................ 2011ء

تعداد:........................ ایک ہزار

پرنٹنگ........................ کمبائن کمپوزنگ سسٹم

قیمت:........................

ملنے کا پتہ

☆......خواجہ شاہ سلیمان

کیپ ہاؤس، اندرون گیٹ، دربارِ سلیمانی، تونسہ شریف

پیش لفظ

شریعت اور طریقت عمدہ اخلاق کے دو حصے ہیں، جن کی تتمیم کے لئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد طریقت کے درس کا فریضہ اولیائے امت کے ذمہ رہا ہر دور کے اولیائے کاملین تقریر و تحریر سے اس فریضہ کو سرانجام دیتے رہے، تقریر کی صورت میں ان بندگانِ خدا کے متعلقین و متوسلین اپنے اپنے مشائخ کے ملفوظات مبارکہ عوام و خواص کے افادہ اور حصولِ نجات کے لئے لکھتے آئے ہیں۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے:

☆ اولیاءاللہ کا کلام حُب دنیا کو دل سے نکال دیتا ہے۔

☆ ان کے کلام سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

☆ ان کے کلام کی برکت سے خدا کی دوستی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

☆ ان کے کلام کی سماعت کے بعد زادِ آخرت جمع کرنے کا عزم پیدا ہوتا ہے۔

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ "زہے

سعادت اس مرید کی جو اپنے شیخ کی زبان مبارک سے سنے ہوئے الفاظ قلم بند کرے، فردائے قیامت ایک ایک حرف کے بدلے ہزار سال طاعت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوگا"

چنانچہ اسی کے پیش نظر استاذی واستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا فقیر محمود صاحب سدیدی سلیمانی سابق خطیب آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف جو، اب مدرسہ محمودیہ نظامیہ تونسہ شریف میں تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ کی تعلیم دے رہے ہیں، نے درویش کامل علم وحلم کی تصویر زہد وتقویٰ اور مجاہدات وریاضات کے پیکر مولائی ومرشدی خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد رضی اللہ عنہ جو تقریباً عرصہ بیس سال مسندِ سلیمانی پر رونق افروز رہ کر سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے طریق پر درس طریقت دیتے رہے" کے ملفوظات مبارکہ کو قلم بند فرمایا اور اس ناچیز کو امر فرمایا کہ میں ان ملفوظات کو حُسن ترتیب و حُسن کتابت کے ساتھ شائع کروں "زہے عز وشرف" میں نے بصد شکریہ اس اعزاز کو قبول کیا۔

1980ء میں مخدومی ومرشدی حضرت خواجہ خان محمد رضی اللہ عنہ کے پہلے عرس مبارک پر آپ کے مناقب وملفوظات چھپوا کر پیش کئے جسے آپ کے صاحبزادے آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب نے بہت پسند فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔

آج سے 31 سال قبل طبع ہونے والا یہ مجموعہ ملفوظات سیدی ومرشدی نایاب ہوگیا تھا، ایک صاحب ایک نسخہ کہیں سے تلاش کر کے اس کی فوٹو کاپیاں کرا کر فروخت کررہے ہیں۔ پیر بھائیوں کے بار بار اصرار پر میں نے یہ دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

رب تعالیٰ کی درگاہ بے کس پناہ میں التجا ہے کہ اس سعی قلیل کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔اس سے سلسلہ میں منسلک حضرات کو خصوصاً اور باقی لوگوں کو عموماً فائدہ بخشے اور اس ناچیز کے لئے بخشش ونجات کا ذریعہ بنائے۔آمین ثم آمین

ناچیز

محمد عبدالغفور سلیمانی

ایم۔اے عربی واسلامیات

مختصر حالات سیّدی ومُرشدی

حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۲۱ر ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ کو ہوئی۔ آپ نے اپنے والد گرامی قطب دوراں حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش عاطفت میں پرورش پائی۔ علوم ظاہر کی تکمیل کے بعد علوم باطنی میں اپنے والد بزرگوار سے تربیت حاصل کی، منازل سلوک طے کیں اور خلافت واجازت کی نعمت عظیم سے بہرہ ور ہوئے۔ ۱۵ر شوال ۱۳۷۹ھ کو آپ کے بڑے بھائی حضرت خواجہ حافظ سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تیسرے روز حسبِ دستور خاندانِ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی دستار بندی ہوئی اور آپ مسندِ سلیمانی پر جلوہ افروز ہوئے (کیونکہ خواجہ حافظ صاحب کی کوئی اولاد نہ تھی)

آپ شکل وصورت، عادات واطوار اور سیرت وکردار میں اعلیٰ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل نمونہ تھے، اپنے آباؤ اجداد کی طرح اپنے معمولات کے پابند تھے، سفر ہو یا حضر آپ کے معمولات اور دستور العمل میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا، اپنے دور میں زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت اور شریعت وطریقت میں آپ کی ذات ایک زندہ کرامت تھی۔ آپ خود شریعت کے پابند تھے اور ہر ایک کو شریعت مطہرہ کی پابندی کی تلقین وتاکید فرماتے تھے۔ احکام الٰہی وسنت نبوی اور مسلک سلسلہ کی مطابعت کا ہر وقت خیال رکھتے تھے، جسے بھی بیعت کرتے اسے نماز، روزہ کی پابندی

اور شریعت کی پاسداری کی تلقین فرماتے، جب بھی دعا کرتے تو یہی فرماتے: "اے اللہ! ہمیں سچا مسلمان بنا۔"

آپ اپنے مشائخ عظام کے اعراس مبارکہ کا اہتمام نہایت پابندی و عمدگی سے کرتے تھے، آستانہ عالیہ سلیمانیہ کی محفل سماع اور دیگر تقاریب میں حاضری دینے والے اس بات کے شاہد ہیں کہ پاکستان و ہندوستان کی کسی خانقاہ میں ایسی پاکیزہ و مقدس اور پُر سکون و پُر کیف محفل کہیں نہیں ہوتی، یہ سب کچھ آپ کے حسن بصیرت اور تصرف روحانی کا کمال تھا۔ آپ سلسلہ کے مشائخ اور خلفاء کے عرسوں کی تقاریب میں بھی شرکت کرتے تھے۔ پاکپتن شریف، چشتیاں شریف، سیال شریف و دیگر مقاماتِ مقدسہ پر اپنے احباب و خدام کے ساتھ تشریف لے جاتے، جہاں آپ کا اپنا لنگر شریف بھی جاری رہتا تھا۔ سفر میں ہر مقام پر بے شمار افراد حاضر خدمت ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل ہوتے اور روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔

سفر

آپ کا زیادہ تر وقت سفر میں گزرتا تھا، اندرون ملک آپ اکثر پاکپتن شریف چشتیاں شریف، سیال شریف، سرگودھا، لاہور، فیصل آباد، میانوالی، بنوں، سرحد کی طرف تشریف لے جاتے، مگر زیادہ تر وقت آپ کا دورہ حیدر آباد اور کراچی کا رہتا، کہا جاتا ہے کہ پٹھان لوگ کہتے تھے:

"اے حیدر آباد والو! تم نے ہمارا پیر پٹھان ہم سے چھین لیا ہے۔"

بہر حال جہاں بھی تشریف لے جاتے، مقصود تبلیغ دین ہوتا یا ترویج سلسلۂ عالیہ چشتیہ۔

مقدس سفر

آپ نے نو بار حج مبارک اور متعدد بار عمرہ کی سعادت حاصل کی اور مدینہ منورہ میں حاضری و قیام کا بھی شرف حاصل کیا۔ ہندوستان، افغانستان، ایران، عراق اور دیگر ممالک میں انبیاء و صحابہ کرامؓ اولیاء عظام اور مشائخ کے مزارات مقدسہ کی زیارتوں سے بھی بارہا مشرف ہوئے۔ نجف اشرف، کربلا معلیٰ، بغداد شریف اور چشت شریف آپ کئی مرتبہ حاضر ہوئے اور روحانی عظمتوں سے سرفراز ہوئے، چشت شریف (افغانستان) میں وہاں کے سجادہ نشین نے آپ کو خرقۂ خلافت اور تبرکات بھی عطا کئے۔

عمارات

عمارات کی تعمیر کا شوق اور اس فن کا ملکہ ورثہ میں ملا تھا۔ تونسہ شریف چشتیاں شریف اور دیگر مقامات پر مساجد، مزارات اور دیگر تعمیرات کی تعمیر و توسیع میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔ خاص طور پر درگاہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف اور جامع مسجد آستانہ عالیہ کی تعمیر میں آپ نے عمر کے آخری حصہ تک خصوصی توجہ فرمائی اور گہری دلچسپی لیتے رہے۔

سجادگی کے اوائل عرصہ میں جامع مسجد سلیمانی کی اندرونی دیواروں کی شکستگی کو درست کرایا اور سابقہ نقوش کو از سر نو مزین فرمایا درگاہ شریف کے آگے برآمدہ کے فرش کو اکھیڑ کر دوبارہ نفاست سے ہموار کیا اور برآمدہ کے آگے جو صحن ہے، اس کو سنگ سیاہ سرخ اور سنگ مرمر کے پتھروں سے بنوایا مسجد شریف کے صحن میں دائیں بائیں اینٹوں کا فرش لگوایا اور مسجد شریف کے آگے سابقہ فرش جو بوسیدہ ہو گیا تھا، اسے دوبارہ سنگ مرمر کے پتھروں سے انتہائی خوبصورتی سے تیار کرایا، آپ کے خیالات مسجد شریف کی تزئین و تجدید میں بہت ارفع تھے۔

وفات

آپ ایک عرصہ سے بلڈ پریشر اور ذیابیطس کے مریض تھے، چند برس قبل حیدرآباد

میں آپ کا ایک آپریشن بھی ہوا تھا، گزشتہ برس ٹائیفائیڈ بخار بھی ہوگیا تھا، مگر ان سب بیماریوں کے باوجود آپ کی صحت بظاہر بہت اچھی نظر آتی تھی کہ یکا یک چشتیاں شریف سے واپسی پر تونسہ شریف پہنچتے ہی عین نماز فجر کے وقت آپ پر فالج کا حملہ ہوا، آپ نے صبح کی نماز بیٹھ کر اشارے سے ادا فرمائی، اس کے فوراً بعد آپ کو نشتر ہسپتال ملتان میں داخل کیا گیا، حالت سنبھلنے کی بجائے زیادہ خراب ہوتی گئی۔ چنانچہ ڈاکٹروں کے مشورہ پر مزید علاج کے لئے کراچی لے جایا گیا، بارہ دن کی علالت کے بعد ۴ مئی ۱۹۷۹ء بروز جمعۃ المبارک صبح نو بجے کے قریب کراچی میں آپ کا وصال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۵ مئی بروز ہفتہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جسد مبارک کراچی سے تونسہ شریف لایا گیا۔ ملتان کے ایک اخبار کے مطابق: ”آپ کا جسد مبارک مقررہ وقت سے بہت تاخیر سے تونسہ شریف پہنچا۔ کیونکہ راستہ میں آپ کے ہزاروں عقیدت مندوں کی طرف سے آخری دیدار کرنے کے اصرار پر بار بار رکنا پڑا۔“ چنانچہ تیسرے پہر جب حضرت خواجہ صاحبؒ کا جسد مبارک تونسہ شریف پہنچا تو ایک کہرام برپا ہوگیا، دور دراز سے آئے ہوئے ہزاروں عقیدت مندوں اور مریدین نے اشکبار آنکھوں سے استانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف میں نماز جنازہ ادا کی جس کی امامت حضرت خواجہ حافظ کریم بخش صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ دور و نزدیک سے ہزاروں افراد، علماء، صوفیاء اور تقریباً تمام خانقاہوں کے سجادہ نشینوں نے جنازہ میں شرکت کی، جنازہ و دعا کے بعد آپ کو روضۂ مبارک کے اندر اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں اور آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں حسب وصیت دفن کر دیا گیا۔

حضرت خواجہ **خان محمد** صاحب تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے

ملفوظات

۶ ؍ جمادی الآخر کو دیگر درویشوں اور زائرین کے علاوہ مولوی گل محمد صاحب سکنہ چودھواں حاجی نورنگ خادم خاص لنگر سلیمانی اور راقم الحروف مجلس میں موجود تھے، ان تمام کو قبلہ حضرت خواجہ نے جبۂ مبارک حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرائی، راقم الحروف سے مخاطب ہوکر فرمایا: یہ وہ جبۂ مبارک ہے جس کا ذکر ملفوظات شریف میں آیا ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو عطا فرمایا تھا، اب یہ جبۂ مبارک چشت شریف (افغانستان) میں محفوظ ہے، وہاں کے سجادہ نشین کی مہربانی سے مجھے اس جبۂ مبارک کا ایک ٹکڑا تبرک میں ملا ہے، کچھ تو اس سے اپنے بیٹے حامد حسن کو کفن میں دیا تھا اور یہ باقی میں نے اپنے لئے رکھا ہوا ہے، خدا تعالیٰ نصیب کرے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس جبہ مبارک کا یہ معجزہ ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود اب بھی بالکل نیا نظر آتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے باغ مبارک میں ان دو کھجور کے درختوں کا ذکر کیا جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں کھجور کے درخت حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے لگائے تھے۔ آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں اس باغ مبارک میں زیارت کے لئے گیا تو میرے ساتھ حاجی

منیر، حاجی فاروق اور صوفی اور نگ زیب رفیق تھے، جون کا مہینہ تھا، کھجور کے درختوں پر پھل لگ رہے تھے جو ابھی کچے تھے اور گٹھلی پکی نہیں تھی، میرے دل میں کچھ وسوسہ پیدا ہوا تو اتنے میں ایک طوطے نے جوان کھجوروں کے درخت پر بیٹھا تھا، چند دانے گرائے دو مجھے ملے ایک ایک دانہ دوسرے ساتھیوں کو ملا جب ہم نے وہ دانے کھائے تو بالکل حلوے کی طرح میٹھے اور لذیذ تھے، ایسا کچا پھل حلق سے بھی نہیں اترتا بلکہ حلق میں خارش پیدا کر دیتا ہے اور میرے دل کا وسوسہ جاتا رہا اور میں سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ میرے وسوسہ کے ازالہ کے لئے ہوا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک کے متعلق فرمایا تھا کہ حضرت خواجہ خدا بخش صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک کا ایک ٹکڑا موجود تھا، اس ٹکڑے کو حضرت اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی بالین اقدس پر لے جا کر کہا غریب نواز اگر یہ صحیح دستار اقدس سے ہے تو اس کے طفیل مجھے اپنی زیارت کا شرف بخشیں خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ زیارت کے بعد میں اپنے مکان پر ابھی آیا ہی تھا کہ خادم لنگر اللہ وسایا نے آ کر پیغام دیا کہ حضرت خواجہ محمد صاحب آپ کے کو بلا رہے ہیں، میں فوراً خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت صاحب مجھے اپنے کمرۂ خاص میں لے گئے اور باہر کا دروازہ بند کر دیا گیا، دیکھتا ہوں جس چارپائی پر حضرت خواجہ محمد حامد صاحب آرام فرمایا کرتے تھے، اس پر حضور اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں خواجہ خدا بخش فرماتے ہیں: میں نے قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کپڑا مبارک واقعی دستار مبارک سے ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

فائدہ

☆......صاحبِ مزارات کو تبرکات کا احترام ہوتا ہے۔

☆......صاحب دربار اللہ تعالیٰ کے اذن سے زائر کو زیارت کراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اہل مزارات کو یہ قدرت دی ہے کہ اپنے مزارات سے باہر آسکتے ہیں۔

☆......صاحب مزار سے فیض حاصل کرنے کے لئے سجادہ نشین سے توسل کرنا چاہئے، کیونکہ صاحبِ مزار کی سجادہ نشین پر خصوصی توجہ ہوتی ہے۔(واللہ اعلم، راقم الحروف)

اسی مجلس میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: خواجہ خدا بخش صاحب مہاروی کے پاس عجیب چیزیں تھیں، آپ نے فرمایا حضرت مولانا فخر الدین محمد عرف مولانا فخر جہاں دہلوی رضی اللہ عنہ کے اپنے دستِ مبارک سے لکھا ہوا درود مستغاث شریف خواجہ خدا بخشؒ کے پاس تھا، جسے حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد صاحب مہاروی بھی پڑھتے رہے، آپ نے فرمایا: میں نے بھی پہلی مرتبہ درود مستغاث شریف کی زکوٰۃ اسی نسخہ پر کی تھی، حضرت خدا بخش مہاروی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے ترتیب بھی بتائی اور فرمایا: ''یہ نسخہ مبارک صرف تجھے پڑھنے کے لئے دے رہا ہوں۔''

چنانچہ ہر روز خواجہ خدا بخش صاحب اس کتاب مبارک کو خود لے آتے اور میں حضرت قبلہ عالم غریب نواز کے روضۂ شریف کے اندر بالین کی طرف سے اس کتاب کو پڑھتا رہا اور خواجہ خدا بخش مہاروی میرے پڑھنے تک اندرون روضہ شریف بیٹھے رہتے جب میں درود سے فارغ ہوتا تو واپس لے کر چلے جاتے، پورے بائیس دن تک آپ کا یہی دستور رہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلاف کو بزرگوں کے تبرکات کا زیادہ احترام تھا۔ اسلاف کے اعتنا سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ تبرکات ک بہت زیادہ عزیز رکھنا

چاہئے۔(جامع الملفوظ)

حضرت خواجہ نے فرمایا: حضرت خواجہ خدا بخش صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ کتاب (یعنی درود مستغاث) مجھے آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے دی تھی۔ خواجہ خدا بخش صاحب نے فرمایا، اس کتاب کا اصل قصہ یہ ہے کہ یہ کتاب خواجہ غلام حسین مہارویؒ کے پاس تھی، میرے چھوٹے بھائی حافظ نصیر الدین صاحب مہارویؒ جو ابھی لڑکے تھے، کسی طرح اٹھالی اور اپنے ایک نوکر کو حفاظت کے لئے دے دی وہ نوکر ہر وقت ایک چھوٹی سی گٹھڑی میں باندھ کر بغل میں لئے پھرتا رہتا، کسی وقت بھی اس کو اپنے سے جدا نہیں کرتا تھا، دورانِ سفر جب ہم کالا کے مقام پر پہنچے (یہ کالا نامی قصبہ تونسہ شریف اور ڈیرہ غازی خان کے درمیان میں ہے) تو تھکان کی وجہ سے ایک کنوئیں پر آرام کرنے کے لئے بیٹھے تھے، میرے دل میں خیال آیا کہ اس گٹھری میں شاید میٹھے من ہوں گے، میں نے نوکر سے گٹھڑی لے لی اور اسے کسی کام پر بھیج دیا۔ حافظ نصیر الدین صاحب بھی موجود نہیں تھے گٹھڑی کھولی تو یہ تحفہ جلیلہ اس میں موجود تھا۔ یہ کتاب گٹھڑی سے نکال کر اپنے پاس رکھ لی۔ خواجہ غلام حسینؒ اس تحفہ جلیلہ یعنی درود مستغاث شریف کے گم ہونے پر بہت مغموم ہوئے اور حضرت خواجہ محمد حامد صاحبؒ کی خدمت میں درود مستغاث شریف کے گم ہونے کی عرض کی اور واپس مل جانے کی دعا بھی طلب کی۔ خواجہ محمد حامد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حضور اعلیٰ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی بالین اقدس کی جانب سے استخارہ کرنے کا اشارہ فرمایا۔ استخارہ میں حضور اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ سے بشارت ملی کہ یہ کتاب خواجہ خدا بخش مہاروی کے پاس ہے۔

حضرت خواجہ محمد حامد صاحبؒ نے مجھے بلوا کر فرمایا کہ آپ اپنے چچا کو نہ رلائیں کتاب اسے واپس کردیں، آخر یہ کتاب ایک دن تجھے مل جائے گی، میں نے آپ کے حکم سے کتاب واپس کردی، تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ میرے چچا خواجہ غلام حسین مرحوم پاک پتن شریف زیارت کو گئے، وہاں آپ کا انتقال ہوگیا ان کا فرزندان کا سامان پاکپتن سے مہار شریف لے آیا، مگر وظائف کا تھیلہ بے خبری میں اس مکان میں ان سے رہ گیا، اتفاق سے مجھے اس مکان میں آنے کا موقعہ ملا، دیکھتا ہوں جالے میں ایک گٹھڑی پڑی ہے، کھولنے سے معلوم ہوا کہ چچا صاحب مرحوم کی وظائف کی کتابیں ہیں اور یہ کتاب درود مستغاث شریف اس میں موجود ہے، دل میں تصدیق ہو گئی کہ حضرت خواجہ محمد حامد صاحب کا فرمان سچ ثابت ہوا۔

حضرت مولانا فخر جہاں صاحب رضی اللہ عنہ کے مبارک پر حضرت خواجہ صاحب تونسہ شریف سے چشتیاں شریف جارہے تھے، جامع الملفوظ بھی اس سفر میں حضرت صاحب کا رفیق تھا، نماز مغرب کوٹ اڈو موڑ پر پڑھنے کا اتفاق ہوا حضرت صاحب نماز مغرب کی نوافل سے فارغ ہوکر جامع الملفوظ سے مخاطب ہوکر فرمایا نماز حفظ الایمان پڑھا کرتے ہو؟ عرض کی، جی ہاں، حضور پڑھا کرتا ہوں، مگر آج مسافری کی وجہ سے ناغہ ہوا ہے، حضرت صاحب نے فرمایا: سفر ہو یا حضر، نماز حفظ الایمان کا ناغہ مت کیا کریں، دیگر ارشاد فرمایا، جب میں اپنے والد صاحب یعنی حضرت خواجہ محمد صاحب سے بیعت ہوا تو اس وقت جو اوراد مجھے قبلہ والد صاحب نے تلقین فرمائے تھے، ان میں سے ایک نماز حفظ الایمان بھی ہے، اس کی پابندی کا خاص خیال رکھا کریں۔ نماز حفظ الایمان پڑھنے کے بعد کلمہ طیبہ لا الــہ

الّا اللہ محمّد رسول اللہ کا سو بار ورد کریں۔

ترتیب نماز حفظ الایمان

مغرب کی سنتیں پڑھنے کے بعد دو رکعت نفل نماز حفظ الایمان کی نیت کر کے اس طریقہ پر پڑھیں کہ پہلی رکعت میں بعد از فاتحہ سات بارہ سورہ اخلاص اور ایک بار سورہ فلق دوسری رکعت میں بعد از سورہ فاتحہ سات بار سورہ اخلاص اور ایک بار سورہ والناس پڑھیں، سلام کے بعد سر بسجود ہو کر یا حیّ یا قیّوم ثبّتنی علی الایمان تین بار پڑھیں۔ ایک دن حضرت صاحب نے جامع الملفوظ کو کتاب منتخب شریف دیکر فرمایا، اس کتاب کے اوّل صفحہ پر چند اوراد درج ہیں، یہ اوراد حضرت اعلیٰ خواجہ شاہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ نے مولوی یار محمد مؤلف منتخب شریف کو تلقین فرمائے تھے، اب آپ بھی یہ اوراد اپنی وظیفہ کی کتاب کے ورق پر لکھ لیں۔

اب جامع الملفوظ پیر بھائیوں کے نفع کے لئے ان اوراد مبارکہ سے چند ایک کتاب ہٰذا میں درج کر رہا ہے۔

☆ ہر نماز کے بعد صد بار درود شریف اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد وبارک وسلم اور صد بار یا اللہ یا اللّٰہ کا ورد بلا ناغہ کریں۔

☆ کشود ملکہ اور مطالعہ کتب کے لئے فجر کی نماز کے بعد پنج بار سورہ الم نشرح پڑھ کر دائیں ہاتھ پر دم کر کے پستان چپ پر ملیں۔

☆ اگر مطالعہ کرتے وقت نیند غلبہ کرے تو ہر نماز کے بعد ہفت بار فی لوح محفوظ پڑھ لیا کریں، نحوست دفع ہوگی، طالب علم کے لئے علم پڑھنا بڑا وظیفہ ہے۔

ایک روز حضرت صاحب مسجد سلیمانی میں ختم خواجگان پڑھ رہے تھے، اس اثناء

میں فرمایا کہ الحمد شریف سو بار بلا ناغہ روزانہ اس طرح پڑھنا ہر مرض کے لئے اکسیر اور ہر مشکل کا حل ہے۔

طریقہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ ربّ العالمین یعنی الرحیم کی زیر الحمد کے لام کی جزم ملا کر پڑھیں اور العالمین کی نون کی زبر کو الرحمن کی راء سے ملا کر پڑھیں۔

اتفاق سے ان دنوں جامع الملفوظ کی ہمشیرہ کی آنکھ میں سخت درد تھا، میو ہسپتال لاہور سے شفایاب نہ ہو سکی اور وہاں کے ایک ماہر امراض چشم ڈاکٹر نے معائنہ کے بعد اٹل بات کہہ دی کہ دو مہینہ سے زیادہ نہیں رہ سکتی، اس درد کا علاج بے سود ہے ،اگر نخود (یعنی چنا) برابر افیون استعمال کیا کرے تو درد سے آرام رہے گا، جامع الملفوظ نے مریضہ کو حضرت خواجہ صاحب کا بیان فرمودہ وظیفہ تلقین کیا اور افیون کی مذمت بھی بیان کی، مریضہ نے افیون کے استعمال سے خود ہی بیزاری کا اظہار کیا اور حضرت صاحب کا بیان فرمودہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا، بفضلہٖ تعالیٰ ہفتہ عشرہ میں مریضہ روبصحت ہوگئی اور درد ختم ہوگیا، آج چھ سال کا عرصہ گزرنے کو ہے، مریضہ سلامتی سے بحیات ہے، الحمد للہ علیٰ ذلک۔

حضرت خواجہ صاحب اگر صحت مند ہوتے تو سنت اعتکاف قضا نہیں کرتے، اگر آپ تکلیف میں ہوتے (کیونکہ اکثر آپ کو کسی نہ کسی تکلیف سے شکایت رہتی تھی ،جیسا کہ مومن کی شان ہے) تو اپنی طرف سے سنت اعتکاف کی ادائیگی کے لئے کسی کو متعین فرماتے تھے، اس کی روٹی وغیرہ کا انتظام آپ فرماتے، بلکہ مسجد سلیمانی میں ہر

معتکف کے طعام کا اہتمام آپ ہی فرمایا کرتے تھے۔۱۳۹۳ھ میں آپ خود بدولت معتکف تھے۔محمد خان جعفر (جو آپ کا قومی بھائی ہے) اور جامع الملفوظ بھی اس سال حضرت خواجہ کی بدولت اس سعادت سے بہرہ ور ہوا، ساتھ ہی جامع الملفوظ نے اس عشرہ سعیدہ میں حضرت صاحب سے مثنوی شریف مولانا روم علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ بزرگ علیہ الرحمۃ کے ملفوظ شریف کے چند اسباق پڑھ کر شرف تلمذ حاصل کیا، ایک دن سبق کے اثناء میں تنگوانی قبیلہ کا سردار قدمبوس ہوا اور دریافت کرنے لگا کہ آپ روزہ دار ہیں ؟ حضرت صاحب نے "ہاں" میں جواب دیا، سردار کہنے لگا، کیوں اپنے آپ کو مشقت میں ڈال رہے ہو؟ ابھی تھوڑے دن ہوئے آپ کو مرض سے افاقہ ہوا ہے، اس سال تو آپ وقفہ کرتے، حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا خان صاحب کیا اگر میں روزہ نہ رکھوں تو نہ مروں گا؟ اس پر خان صاحب خاموش ہوگئے۔

ایک دن آپ نے مغرب کے کھانے کے بعد کچھ پودینہ عطا کر کے فرمایا، یہ پودینہ تبرک ہے۔مدینہ منورہ سے حاصل ہوا ہے۔فرمایا ایک شخص مدینہ منورہ میں رہتا ہے جو مولانا شاہ جمالی صاحب سے ارادت رکھتا ہے، یہ پودینہ مجھے وہ دیا کرتا ہے، میں سارا سال کھانے کے بعد استعمال کرتا رہتا ہوں۔

جامع الملفوظ کہتا ہے حضرت خواجہ صاحب تبرکات مدینہ منورہ کا بہت اعتنا کرتے تھے، دل سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، حضرت صاحب نے ایک دن فرمایا کہ مدینہ منورہ سے خالص جو کی روٹی جو خبز مدنی کے نام سے مشہور ہے، میں ہمیشہ لے آیا کرتا ہوں اگر خود نہ جا سکوں تو منگوا لیتا ہوں، سوکھ جانے کے بعد اسے پیسوا کر آٹا ایک برتن میں محفوظ کراتا ہوں، صبح وشام لنگر شریف میں جو آٹا پکتا ہے، ایک چٹکی تبرکا اس

آٹے سے اس میں ملا دی جاتی ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کو اللہ تعالی جزاء خیر دے کہ لنگر سلیمانی سے ہر بہرہ مند کو اس نعمت غیر مترقبہ سے مالا مال فرماتے تھے، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ زادھما اللہ شرفاً وکراماً سے آپ کھجور کی گٹھلی اور چند بیر لے آئے، کھجوروں کو مسجد سلیمانی کے صحن میں اور بیر کو مہاروی سرائے میں بویا تھا۔ بیر کے درخت اب بڑے ہو چکے ہیں، پھلتے بھی ہیں اور زائرین بطور تبرک پھل کو ساتھ لے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے جامع الملفوظ کو بھی از راہ کرم اجازت بخشی تھی کہ آپ بھی بیر لے جائیں اور اپنے مکان پر حصول برکت کے لئے بو دیں، آپ نے فرمایا، ان دو بیروں سے ایک کا پھل مدینہ منورہ سے اور ایک کا پھل مکہ مکرمہ سے لے آیا تھا اور آج اتنے بلند درخت ہو چکے ہیں اور وہاں مدینہ منورہ میں بھی اسی صورت پر سیدھے بلند ہیں۔ آپ نے فرمایا مدینہ منورہ کی ہر چیز پیاری ہے، غبار بھی اگر کپڑے کو جسم کو پہنچ جائے تو اسے اپنے سے نہ چھانٹے، بلکہ اپنے منہ پر ملے۔

۷ شوال ۱۳۹۶ھ بروز ہفتہ بعد نماز ظہر حضرت صاحب مہاروی سرائے میں بنگلہ شریف میں تشریف فرما تھے۔ راقم الحروف فرداً کتاب راحۃ القلوب ملفوظ حضرت گنج شکر کا سبق حضرت خواجہ صاحب سے پڑھ رہا تھا (اس کتاب میں حافظ غلام یٰسین صاحب امام مسجد سلیمانی اور ان کا والد بزرگوار حافظ محمد مٹھا صاحب بھی شریک سبق ہوا کرتے تھے۔

سبق میں ذکر آیا کہ حضرت خواجہ قطب الاسلام قطب الدین بختیار فرماتے ہیں کہ میں نے فلاں فلاں جگہوں پر بزرگوں کی زیارت کی ہے۔ اس پر حضرت خواجہ

صاحب نے فرمایا، اس زمانے میں ہر جگہ ہر آستانہ پر بلکہ غاروں اور پہاڑوں میں بھی درویش مل جاتے تھے، جیسے کسی چیز کا موسم آئے تو وہ ہر جگہ دستیاب ہوتی ہے۔ بارش کے موسم میں آپ دیکھتے ہوں گے جگہ جگہ سبزہ دکھائی دیتا ہے اور درخت پھلے پھولے شاداں لہلہاتے نظر آتے ہیں، آپ نے فرمایا، مگر آج اس نازک دور میں ڈھونڈنے سے بھی درویش نہیں ملتے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بزرگوں کے آستانوں پر حاضری دیا کرو شاید کوئی درویش مل جائے، دیگر یہ بھی فرمایا کہ حضرت بابا صاحب نے بہت سیاحت کی ہے، بیت المقدس میں ایک پہاڑی کے نیچے آپ کی چلہ گاہ ہے۔ فرمایا یہ بات مجھے میاں علی محمد صاحب بسی والے نے بتائی ہے۔

حضرت صاحب نے جامع الملفوظ سے فرمایا کہ آپ مدینہ منورہ میں کتنے دن ٹھہرے تھے؟ عرض کی، انیس دن۔ آپ نے فرمایا مولانا ضیاء الدین صاحب کے پاس بھی گئے تھے؟ عرض کی، ہاں جایا کرتا تھا۔ فرمایا کتنی مرتبہ حاضری دی تھی؟ عرض کی چھ سات بار۔ آپ نے ذوق میں فرمایا کہ مولانا صاحب کا وجودِ غنیمت ہے۔ میں بھی عموماً ظہر کے بعد مولانا صاحب کے پاس جایا کرتا تھا۔ عصر تک مولانا صاحب کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ حرم شریف میں عصر کی نماز کے بعد آ جایا کرتا تھا۔ ایک ساتھی کو اپنے ساتھ ملا کر عصر کی نماز با جماعت ادا کر لیا کرتا تھا، پھر عشاء تک حرم شریف میں رہتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین اس بات پر زور دیا کرتے تھے کہ نجدیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

ایک دفعہ میں میاں نور جہانیاں صاحب کے ساتھ مولانا صاحب کے پاس گیا، اسی مسئلہ پر گفتگو ہوئی، مولانا صاحب نے فرمایا جو ان کے عقیدے سے واقف ہے اس کی نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی، البتہ ناواقف کی نماز ہو جائے گی۔

فائدہ:

آج کی نشست میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند اور فوائد بخشے، آپ نے فرمایا سلطانی محراب کے پاس جو مواجہ شریف کو جانے کا دروازہ ہے، اس پر یہ حدیث لکھی ہوئی ہے

حدیث:

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی حدیث شریف پڑھ کر فرمایا کہ اس جیسی احادیث ہمیں خوش کر دیتی ہیں، ورنہ ہم تو گناہوں میں غرق ہیں۔ دیگر یہ بھی فرمایا: پائنتی مبارک کے ایک پنجرے پر میں نے دیکھا ہے، اب بھی لکھا ہے **شفاعت یا حبیب اللہ** : فرمایا...... اس کلمہ مبارک کا لکھا رہنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ کیونکہ نجدی حکومت اس کے بالکل خلاف ہے، ایسی بہت سی چیزیں انہوں نے مٹا دیں، مگر قلم تقدیر کو روشن کر رہی ہے۔

ساون کا مہینہ تھا عصر کے بعد حسب دستور آپ روضہ شریف کے سامنے برآمدے میں تشریف فرما تھے، حافظ غلام یٰسین امام مسجد نے کہا، بادل کے گرجنے کی آواز آرہی ہے، یہ سن کر آپ نے فرمایا "ہوں" بادل کے گرجنے کی آواز آرہی ہے؟ اس وقت آپ کے چہرے پر تشویش کے آثار ظاہر تھے، ماشاء اللہ کہہ کر چپ ہو گئے، لمحہ بعد یہ بیت پڑھا

کارہا برخواہش خود خواستن کار خدا ست
بندہ باشی اے تو ناداں پس چرا گردی خدا

حاضرین محفل حاجی نور نگ، مولوی گل محمد، محمد خان جعفر اور راقم الحروف بمع

گئے کہ کوئی بات ہونے والی ہے۔ مغرب کے نوافل سے ابھی آپ فارغ نہ ہوئے تھے کہ تلاطم خیز بادو باراں ہوئی جس کی ہولناک آواز سے دل کانپ رہا تھا، صبح اس بارش سے کافی نقصان کی خبریں موصول ہوئیں۔

ایک دن محمد خان جعفر نے پوچھا (واضح رہے موصوف حضرت خواجہ صاحب کا قومی بھائی ہے، جب حضرت خواجہ صاحب تونسہ شریف میں قیام پذیر ہوتے تو بلاناغہ عصر کے بعد حاضر ہوتا، شاذونادر اگر سخت مجبوری درپیش ہوتی تو ناغہ ہوجایا کرتا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب کا دستور تھا کہ محمد خان جعفر کے آنے پر آؤ سائیں محمد خان صاحب کیا حال اے کہتے تھے اور ان سے زیادہ تر مخاطب رہتے تھے) دنیا جس کی علماء اکثر مذمت ہی کرتے ہیں کیا چیز ہے؟

آپ نے فرمایا اگر حدیث شریف کی رو سے پوچھیں تو حدیث مبارک میں وارد ہے الدنیا زورو لایحصل الا بالزور دنیا جھوٹ ہے اور جھوٹ کے ذریعے ہی حاصل ہوتی ہے، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مثنوی شریف کے ایک شعر میں بصورت سوال وجواب یہ مسئلہ اس طرح حل کیا ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بودن

نی قماش و نقرہ و فرزند وزن

سوال دنیا کیا ہے؟ جواب: خدا سے غافل ہونا دنیا ہے۔ نہ جمعیت مال، نہ چاندی سونا، نہ اہل وعیال۔ جو چیز اللہ سے غافل کرے، وہ دنیا ہے۔ وہ مال جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہو چاندی سونا جو رضا حق میں صرف ہو سب ذکر اللہ میں داخل ہے، اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے میں مسجد بنوانا، کنواں کھدوانا، مسافر خانہ تیار

کرانا، ذکر میں شمار ہیں۔ اگر نیکی کے کام میں ریا، شہرت، یا غرض نفسانی کی مداخلت ہو
، وہ بیکار اور مذموم دنیا کا سامان ہے، ہر وہ چیز جو حرص وہوس، دھوکہ فریب اور غرض
دنیوی میں حاصل کی جائے، مذموم ہے، مجاہد حق کی غرض محض جہاد ہے، اعلاء کلمۃ الحق
ہے، حصول زر کا دل میں خیال تک نہیں ہوتا، اس کے نتیجہ میں جو متاع اسباب حاصل
ہوجائے، دنیا مذموم میں شامل نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن کا جہاد
سے اصلی مقصد محض رضا طلبی حق اور اعلاء کلمۃ اللہ تھا، اس کے نتیجہ میں جو مال متاع کی
فراوانی انہیں حاصل ہوتی تھی، وہ سب طیب ومحمود تھی۔

بتاریخ ۲۲ شعبان المعظم کو عصر کے بعد روضہ مقدسہ کے آگے سائبان شریف
میں تشریف فرما تھے، راقم الحروف سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دریائے ہرات کے
کنارے ایک مزار ہے، آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی یہاں ایک وسیع آستان
تھا، لوگ اسے زندہ جان کہتے تھے، ہم اس خیال سے کہ زندان کو مرور زمانہ سے زندہ
جان سے تعبیر کر رہے ہوں اور یہ مزار حضرت حاجی شریف زندانی کی ہو، اس مزار پر
حاضر ہوئے، اس مزار میں جو کشش تھی اس کا ذوق اب تک گھوم رہا ہے۔ عجیب منظر تھا
تعجب خیز بات یہ تھی کہ اس مزار کا صحن شیشہ کی طرح صاف تھا جیسے ابھی کوئی جھاڑ و دیکر
گیا ہو مگر جھاڑو کی صفائی کو اس سے کیا نسبت؟ اس مزار سے دور تک آبادی کا پتہ نہیں
چلتا تھا، لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ آستانہ ہمیشہ اسی طرح صاف ستھرا
رہتا ہے، آپ نے اس کی مطابق ایک اور حکایت سنائی کہ چٹیالہ جہاں حضور قبلہ عالم
حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمہ اللہ کا تولد ہوا، میں بھی ایک مزار ہے، اس کا صحن بھی
اسی طرح صاف ستھرا دیکھا گیا ہے، میں نے بھی اس مزار کی زیارت کی ہے، مگر اس

کے پاس آبادی ہے امکان ہے کہ قریب کی آبادی سے کوئی صفائی کرجاتا ہو۔

یکم رمضان المبارک عصر کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے محمد خان جعفر سے مخاطب ہوئے اور فرمایا محمد خان میرا دل چاہتا ہے کہ رمضان مبارک کے مہینے میں فوائد الفوائد پڑھی جائے، اس صورت سے کہ حلقہ میں چند باسمجھ احباب شامل ہوں، ایک آدمی پڑھتا رہے اور باقی سنتے رہیں، محمد خان نے بصد خوشی قبول کیا، علی الصبح بتاریخ دوم رمضان المبارک بروز یکشنبہ حلقہ منعقد ہوا۔ حافظ غلام یٰسین امام مسجد، مولوی گل محمد سکنہ چودھواں، محمد خان جعفر اس محفل میں شامل ہوئے، دیگر زائرین بھی اس سعادت سے حصہ لیتے رہے، راقم الحروف کو کتاب پڑھنے کا شرف ملا۔ الحمد لله علی ذلك۔

کتاب شروع کرنے سے پہلے حضرت خواجہ نے وضو تازہ کرنے کی تلقین فرمائی اور ذکر کیا کہ ہمارے استاذ معظم حضرت شیخ غلام رسول صاحب سبق شروع کرنے سے پہلے ہمیں وضو کا حکم فرماتے، تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف بغیر وضو ہرگز نہیں پڑھاتے تھے اور سبق کی ابتداء میں یہ درود شریف تین بار خود پڑھتے اور ہمیں بھی تین بار پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

درود شریف

اللّٰهمّ صلّ علیٰ سیّدنا محمد حاء الرحمة ومیمی الملك ودال الدوام السید الکامل الفاتح الخاتم عدد ما فی علمك کائن او قد کان کلما ذکرك وذکره الذاکرون و کلماغفل عن ذکرك وذکره الغافلون صلوٰة دائمةً بدوامك باقیة ببقائك لامنتهیٰ لها دون علمك انّك علیٰ کلّ شئی قدیر

جب آپ فوائد شریف پڑھنے کے لئے مسجد عالی سلیمانی کے صفہ میں تشریف لے آئے، دروازہ کے شگافوں سے دھوپ آ رہی تھی، مہینہ بھادوں کا تھا۔ حضرت خواجہؒ کے چہرہ نازک پر دھوپ کے خطوط تھے، مگر خود پورے سکون سے بیٹھے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے آسمان پر بادل چھا گیا، آپ نے پہلے فاتحہ شریف پڑھی، سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی اور جملہ خواجگان چشت اہل بہشت کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کیا، حضور خواجہ محمد حامد پاک رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ غلام رسولؒ کا نام مبارک لیتے وقت ذرا آواز اونچی کی کہ حاضرین یہ نام مبارک سن لیں۔

فائدہ:

اس میں ہمیں سبق تھا کہ ہر بات میں اپنے شیخ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور اساتذہ کو بھی اپنی دعاؤں میں بھولنا نہیں چاہئے۔

دوران سبق ایک مرید قدمبوس ہوا اور عرض کی کہ میرے حق میں دعا کریں، میں پشیمان ہوں، میری بیوی میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتی اور والدین بھی مجھ پر ناراض ہیں۔ آپ نے فرمایا پہلے والدین کو راضی کر بیوی خود بخود ٹھیک ہو جائے گی۔ والدین کی رضامندی کی اسے بہت تاکید کی اور فرمایا بیوی کے ٹھیک ہو جانے سے صرف دنیا سنور جائے گی اور والدین کے رضامند ہونے سے دین دنیا دونوں سنور جائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے تین بار اس کے حق میں دعا فرمائی۔

سبق میں حسن شاہ افغانؒ کا قصہ آیا کہ انہوں نے معماروں کو کہا کہ مسجد کا رخ اس سمت سیدھا کریں۔ جدھر میں کہوں۔ معمار جب نہ مانے تو حسن افغان نے کعبہ سے پردے ہٹا دیئے اور معماروں کو دکھا کر کہا کہ یہ سمت وہی نہیں جو میں کہہ رہا

ہوں۔اس پر حضرت خواجہؒ نے حضرت خواجہ غریب نواز قبلہ عالمؒ کے ایک مرید باصفا کا قصہ سنایا کہ حضور قبلہ عالم غریب نواز کا ایک مرید نماز میں نیت اس وقت باندھتا تھا جب امام رکوع کرنے کے قریب ہوتا، کسی نے وجہ پوچھی تو کہا ان کو تو کعبہ جلدی نظر آجاتا ہے، میں بھی کعبہ شریف دیکھوں تو نیت کروں۔

دوران سبق حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر آیا تو حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہم جب بغداد شریف میں تھے، پاسپورٹ کی تاریخ کا آخری دن تھا، باقی تمام زیارتیں تو کرلیں، مگر حضرت شیخ الشیوخ کی زیارت ابھی نہیں کی تھی ،دل میں آرزو تھی کہ زیارت ہوجائے ،مگر وقت کی تنگی رکاوٹ پیدا کررہی تھی ۔حضرت شیخ الشیوخ کا مزار مبارک وہاں سے چار پانچ میل کے فاصلے پر تھا اور ہماری بس دمشق جانے کو تیار تھی، میں نے وہیں ختم شریف پڑھ کر شیخ الشیوخ کی روح کو ایصال ثواب کیا اور عرض کی کہ ہم بابا صاحب کے سلسلہ کے غلاموں میں سے ہیں، وقت کی تنگی کی وجہ سے حاضری نہیں ہوسکی، اسی اثناء میں بسوں کا منیجر ہمارے پاس آیا اور کہا کہ آپ لوگ تمام زیارات سے فارغ ہوگئے، ہم نے کہا کہ حضرت شیخ الشیوخ کی زیارت وقت کی تنگی سے رہ گئی ہے۔

منیجر نے کہا کہ آپ اطمینان سے زیارت کرآئیں، آپ کے واپس آنے تک میں بس کو روک لوں گا، کار کا ڈرائیور بھی اس نے ہمیں تلاش کردیا اور اسے ہمارے ساتھ رعایت کی تلقین کی جب ہم وہاں پہنچے تو ظہر کی آذان ہوگئی، آستان مبارک میں ظہر کی نماز ادا کی ہمارے واپس آنے تک دمشق جانے والی بس رکی رہی ،حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا میں اسے حضرت شیخ الشیوخ کی کرامت سمجھتا ہوں (راقم الحروف کہتا

ہے کہ اس میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی کرامت ظاہر ہے)

بتاریخ دوم رمضان المبارک بعد نماز عصر حضرت خواجہ صاحبؒ نے راقم الحروف کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ میں نے آج دوپہر کو خواب دیکھا ہے کہ میں حضرت قبلہ عالم صاحب کے روضہ مبارک سے باہر آرہا ہوں اور صفہ میں لوگوں کا ہجوم ہے (میں نے قبلہ عالم صاحب کی جناب میں ایک آدمی کی سفارش کی تھی اب یاد نہیں کہ وہ کون آدمی تھا) دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالمؒ مجھ سے فرماتے ہیں، تجھے یاد ہے کہ تو نے ایک قاتل کی سفارش کی تھی اس کی رہائی بھی ہوگئی تھی، یہ بات کرتے وقت حضور قبلہ عالم صاحب لوگوں کی طرف بھی دیکھ لیتے تھے، میں نے عرض کی غریب نواز اس سے قصور تو ہوگئی ہے۔ اب حضور کرم بکرم معاف فرماویں، حضرت قبلہ عالم صاحب نے فرمایا اچھا اسے کہیں کہ دس ہزار بار اسم ذات پڑھے، میں نے عرض کی غریب نواز میں پڑھ لوں، قبلہ عالم صاحب نے فرمایا دشوار تو ہے خیر پڑھ لیں کافی دیر سوچنے کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا اب مجھے یاد آیا ہے کہ وہ قاتل حاجی نور رنگ کا پڑوسی تھا اس نے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ایک لڑکی جبراً اغوا کی تھی اور فائرنگ وغیرہ بھی ہوئی کچھ آدمی بھی مارے گئے تھے، اس نے مجھے خط لکھا تھا کہ آپ حضور اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی اور حضور قبلہ عالم صاحب کی بارگاہ میں میرے حق میں دعا کریں، حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے اس آدمی کے ساتھ کوئی خاص تعلقات نہیں تھے، مگر خط دیکھتے ہی میرا دل بھر آیا اور دل سے اس کے حق میں دعا کی، کچھ دن گزرنے کے بعد اس کی رہائی کا خط ملا، پتہ چلا کہ مجرموں میں اس کا نام نہیں آیا نہ تو اس لڑکی نے مجرموں کا نام بتاتے وقت اس کا نام لیا اور نہ گواہوں نے اس کا

ذکر کیا۔

اثناء سبق میں ذکر آیا کہ حضرت اویس قرنی جنگ صفین میں شہید ہوئے اور آپ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی معیت میں تھے، اس پر حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ حضرت استاذ شیخ غلام رسول صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس جنگ کے ذکر سے خاموشی بہتر ہے، کیونکہ جب کوئی اس جنگ کا تذکرہ کرتا ہے تو فرشتہ تلوار نیام سے باہر کر کے ذکر کرنے والے کے پاس آ جاتا ہے، ذرا بھی فریقین (حضرت علی المرتضٰی اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کے شان میں کمی کی تو فرشتہ اسی تلوار سے اس کے ایمان کی رگ کاٹ دیتا ہے۔

''قاتل ومقتول ہر دو در بہشت'' انہیں کے حق میں ہے۔

ایک دن مناقب المحبوبین کے سبق میں مولانا ضیاء الدین کے حج کا ذکر آیا کہ (مولانا موصوف حضرت قبلہ عالم کے پیر بھائی ہیں) مولانا ضیاء الدین فرماتے ہیں کہ عرفات میں امام الحج جب کہ خطبہ پڑھ رہا تھا، میری نظر حضرت قبلہ عالم صاحب پر پڑی کہ آپ مجھ سے دو تین آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے ہیں، میں نے خیال کیا کہ دوسرے جہاز پر آپ بھی آ گئے ہوں گے، خطبہ ختم ہونے کے بعد میں آپ سے ملنے کے لئے اٹھا تو آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے اس پر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ حرم نبوی کے باب الصدیقی کے بواب حافظ احمد یار صاحب نے مجھے ذکر کیا ہے کہ میں حطیم کعبہ میں بیٹھا ذکر الٰہی کر رہا تھا دیکھتا ہوں کہ میرے دوش بدوش میرے شیخ معظم حضور خواجہ محمد حامد پاک رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہیں، میں نے حضور سے دعا کی درخواست کی، میرے دل سے آپ کا وصال اتر چکا تھا آپ دست بدعا ہوئے اور بہت دیر تک آپ دعا

فرماتے رہے، میں نے دل میں کہا کہ آپ کی تو عادت مبارکہ تھی، مختصر دعا مانگتے تھے، پھر دل میں یاد آیا کہ آپ کا تو وصال ہو چکا ہے بس اسی خیال میں آپ کی طرف دیکھا تو آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

بروز دوشنبہ تین رمضان المبارک کا ذکر ہے ایک معاند نکتہ چین نے منتہائے سحری کے گولہ پر نکتہ چینی کی۔عموماً یہ شخص ہر بات پر بیجا تنقید کرتا رہتا تھا گلو قوال نے اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ سمجھتا ہی کیا؟ عصر کے وقت حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا بحث کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کو الزامی جواب سے بند کر دیتے کہ جب تو ہمارے ساتھ افطار نہیں کرتا سحری کے گولہ پر اعتراض کیوں کرتا ہے؟

راقم الحروف سے مخاطب ہو کر فرمایا فن مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ پہلے مخالف کو الزامی جواب سے خاموش کرنا چاہئے، اس سے اس کے اوسان خطا ہو جائیں گے، پھر اعتراض کرنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میرے چار استاد تھے ۱: مولوی فخر الدین صاحب جراح اس زمانہ میں فن فارسی میں جراح خاندانی بہت قابل تھا، فارسی میں نے ان سے پڑھی تھی۔۲: مولوی عبداللہ صاحب جکھڑ وی سے صرف ونحو پڑھی۔ بھائی صاحب مرحوم (سیدنا ومرشدنا حضرت خواجہ حافظ سدید الدین رحمتہ اللہ علیہ) نے بھی صرف نحو کی کتابیں ان سے پڑھی تھیں اور ۳: تصوف کی کتابیں حضرت شیخ غلام رسول صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھیں ۴: مولوی احمد بخش صاحب گدائی والے سے منطق فلسفہ وغیرہ کی تعلیم پائی وہ ہمیں سمجھاتے تھے کہ مخالف کو اوّل الزامی جواب

سے ساکت کر دیا کریں۔

بروز سہ شنبہ چہارم رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کو فوائد الفوائد شریف کے سبق میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فائدہ بخشا کہ غربی خانقاہ شریف میں بائیں جانب ایک مزار آتی ہے، جس کے بالین ایک کرینہ کا درخت اگا ہوا ہے ۔ ہمارے استاذ صاحب فرماتے تھے یہ صاحب مزار محمد علی شاہ صاحب والے کمرہ میں سکونت رکھتا تھا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا آج وہاں میرا مسکن ہے۔ اکثر یہ درویش یہ شعر پڑھتا تھا۔

عجب خارے شکستی در دل من
کہ بیروں ناید الا از گل من

استحضار موت کے وقت اس کا رخ قبلہ کی طرف کیا گیا تو اس نے اپنا رخ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ اقدس کی طرف پھیر لیا اور کہا کہ قبلہ ادھر ہے۔

یہ فائدہ حضرت خواجہ صاحب نے اس وقت بخشا جب سبق میں خواجہ اجل شیرازی کے اس مرید کا ذکر آیا جسے جلاد نے معرض قتل میں رو بقبلہ کھڑا کیا اصل قصہ اس طرح ہے خواجہ اجل شیرازی کے ایک مرید پر اتہام لگایا گیا معرض قتل میں اسے لے آئے جلاد نے اس کا سر قلم کرنے کے لئے تلوار بے نیام کر لی اور اسے رو بقبلہ استادہ کیا تو مرید نے فوراً اپنا رخ اپنے پیر و مرشد خواجہ اجل شیرازی کے مزار کی طرف کیا اور کہا میرا قبلہ ادھر ہے۔

فائدہ:

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس درویش کی مزار پر کرینہ کے درخت کا اُگنا کہ بروں نایدالا از گل من کا سر ظاہر کر رہا ہے۔

دوران سبق ترک دنیا پر بات چلی تو حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت بابا صاحب گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے استغناء کا ذکر کیا کہ حضرت محبب الٰہی صاحب خلعت ونعمت حاصل کر کے حضرت بابا صاحب سے رخصت ہوئے تو حضرت بابا صاحب نے صرف ایک ٹکہ یعنی دو پیسے رخصت کرتے وقت آپ کو دیئے، حضرت محبوب الٰہی حضرت موج دریا صاحب کے گہرے دوست تھے الوداع کے لیئے ان کے دروازے پر آئے حضرت موج دریا صاحب اکثر سخت فاقہ میں رہتے تھے کمزوری کی وجہ سے دیوار کے سہارے دروازے پر آئے حضرت محبوب الٰہی صاحب نے اس ٹکہ سے ایک ادھیلہ ان کو دیا حضرت بابا صاحب کو خبر ہوئی تو فرمایا ساری دنیا ہم نے نکال دی تھی مگر نظام پھر ہمارے گھر ڈالا گیا

بروز پنجشنبہ فوائد الفوائد شریف کے سبق سے فارغ ہوئے حضرت خواجہ صاحب بنگلہ شریف میں تشریف لے گئے کچھ دیر بعد راقم الحروف کو بلوا کر فرمایا یہ کتابیں حضرت عمویم صاحب خواجہ غلام زکریا صاحب نے بھجوئی ہیں فہرست وار لنگر شریف کے مکتبہ کے رجسٹر میں اندراج کر کے کتابیں کتب خانہ میں داخل کر دیں فرمان بجالایا گیا اسی وقت گفتگو کے دوران حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا محمد خان جعفر سے ایک دفعہ میری اس بات پر تکرار ہوئی کہ مثنوی شریف کا سمجھنا دشوار ہے محمد خان نے کہا مثنوی شریف تو آسان ہے اس کے سمجھنے میں مجھے تو کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا میں نے محمد خان سے ایک شعر کے معنی پوچھے تو محمد خان بہت

سوچ بچار کے بعد اس کے صحیح معنی نہ بتا سکا میں نے تین دن کی مہلت دی چوتھے روز محمد خان مجھ سے کہنے لگا اس شعر کے معنی مجھ پر دشوار ہو گئے ہیں آپ ہی اس کے معنی بتائیں میں نے دل لگی سے مٹھائی کھلانے پر اس شعر کے معنی بتانا موقوف کیا محمد خان مٹھائی لے آیا محمد خان اور دوسرے ہمنوالہ احباب کو اس میں شریک کیا شعر کے معنی بتائے تو محمد خان نے تسلیم کیا کہ واقعی شعر کے یہی معنی ہیں۔

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا میں نے مثنوی شریف حضرت شیخ غلام رسول صاحب سے پڑھی تھی۔وہ حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب کے ہمدرس اور ہم سبق تھے۔حضرت ثانی صاحب ان کے استاذ معظم اور یہ دونوں صاحبان اس مرشد کامل کے شاگرد رشید تھے حضرت شیخ صاحب کہتے تھے کہ جب میں اور حافظ صاحب مثنوی شریف ،لوائح جامی اور نفحات الانس اپنے حضرت کے پاس پڑھنے جاتے تو آپ محل شریف پر ایک خاص کمرے کے اندر ہمیں سبق دیا کرتے تھے۔سبق کے دوران اس کمرے کے اندر کسی کو داخل ہونی کی اجازت نہیں دیتے تھے۔اور حضرت ثانی صاحب حضور اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں ۔حضور اعلیٰؒ بھی جب حافظ محمد علی شاہ کو مثنوی شریف پڑھاتے تو کسی کو اندر گھسنے نہیں دیتے تھے۔خلیفہ محمد باران صاحب بھی اس کمرے کی جالی پر بیٹھ کر اپنے شیخ کامل کی زیارت سے مشرف ہوتے کیونکہ حضور اعلیٰ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی رضی اللہ عنہ اس جالی سے نظر آتے تھے۔

حافظ محمد علی شاہ کہتے تھے کہ مثنوی شریف کا صرف دیباچہ چھ ماہ تک زیر درس رہا اور اس دیباچہ سے ہی تمام مثنوی کے رموز واسرار مجھ پر منکشف ہو گئے تھے۔ایسا کیوں

نہ ہو جب پڑھانے والا ایسا استاذ کامل و اکمل اور پڑھنے والا حافظ عالم سید محمد علی شاہ جو شیخ کامل کی تلاش میں پندرہ سال قطب الاقطاب کے آستانہ عالیہ میں معتکف رہا اور غسل خانہ دھوتا رہا یہ لوگ تھے ''میں'' کو مارنے والے، آج اگر قاعدہ تو بھی پڑھنے والے معلم کو اس خدمت پر مامور کیا جائے تو وہ اسے عار سمجھ کر کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا مثنوی میں نے حضور اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ کی اجازت سے شروع کی تھی، وہ ایسے کہ جب میں نے ملفوظات شریف کی تمام کتابیں پڑھ لیں تو حضرت شیخ صاحب نے خواجہ غلام حسین صاحب مہاوی سے کہا کہ آپ حضور عالی سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت دلوادیں تاکہ صاحب زادہ صاحب یعنی صاحب ملفوظ کو مثنوی شریف شروع کرادوں۔ حضرت خواجہ محمد حامد صاحب نے حضرت خواجہ غلام حسین صاحب مہاروی کو استخارہ کا حکم دیا خواجہ غلام حسین مہاروی کو استخارہ میں حضور اعلیٰ تونسوی رضی اللہ عنہ سے بشارت ہوئی کہ صاحب زادہ کو مثنوی شریف پڑھنے کی اجازت ہے۔

حضرت شیخ صاحب مثنوی شریف بارہ دری میں پڑھایا کرتے تھے، کبھی رو بقبلہ ہو کر پڑھاتے اور کبھی روضہ مبارک کی طرف منہ کرتے تھے۔ مثنوی اس ذوق سے پڑھاتے کہ خود روتے اور دوسروں کو بھی رلاتے تھے۔

خواجہ غلام حسین صاحب مہاروی رحمتہ اللہ علیہ مثنوی شریف کے سبق میں شمولیت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اس لئے شمولیت کرتا ہوں کہ حضرت ثانی کریم کے شاگردوں میں میرا بھی شمار آ جائے، اسی نیت پر مولوی قمر الدین صاحب

سیالوی نے بھی تبرکاً چند اسباق حضرت شیخ صاحب سے پڑھے تھے۔

راقم الحروف بطور تحدیث نعمت کہتا ہے کہ الحمد للہ یہ دولت اور سعادت عظمیٰ حضرت خواجہ صاحب کی بدولت اس فقیر کو بھی حاصل ہے۔زیادہ تر خوشی کی بات یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحب نے میرے ایک عزیز حافظ شفیق احمد کو کہا تھا کہ میں تیرے استاذ کا استاذ ہو گیا ہوں اور وہ میرا شاگرد بن گیا ہے۔الحمد لله علیٰ ذلك۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا خواجہ غلام حسین صاحب مہاروی کا وصال یہاں تونسہ شریف میں ہوا تھا، جہاں آج میرے استاذ شیخ غلام رسول صاحب کی قبر ہے اسی قبر میں پہلے خواجہ غلام حسین صاحب مہاروی کو امان رکھا گیا تھا۔سال کے بعد جب خواجہ غلام حسین مہاروی کے جسد مبارک کو اس قبر سے نکال کر مہار شریف (چشتیاں) لے گئے تو قبر مبارک خالی تھی، حافظ احمد صاحب (میاں جی) کو اگر کوئی مرنے کا کہتا تو بہت غصہ کرتا۔بھائی صاحب حضرت خواجہ حافظ سدید الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے میاں جی کو کہا اب قبر خالی ہے اور تمہیں بلا رہی ہے تو مرتا کہ تمہیں اس میں دفن کیا جائے ،اس پر حافظ احمد بہت غصے ہوا اور کہا تیرا استاذ شیخ غلام رسول مر جائے۔شیخ غلام رسول صاحب یہ سن کر آمین امین کہنے لگے اور بھائی صاحب مرحوم سے دعا کی درخواست کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ یہ قبر مبارک مجھے نصیب ہو اور میں اس میں دفن ہوں ۔اس بات کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ رمضان المبارک میں حضرت شیخ صاحب کا انتقال ہوا اور اسی قبر میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت شیخ صاحب ملفوظات شریف اور مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ ہمیں بارہ دری میں پڑھایا کرتے تھے رو بہ قبلہ

ہو کر یا روضہ اقدس کی جانب منہ کر کے پڑھاتے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے مرشد کامل سے استمداد کرنے کے لئے مثنوی شریف یہاں آ کر پڑھتا ہوں۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا حضرت شیخ صاحب نے حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب کے ساتھ حج کیا تھا اور اختلافات کے ایام میں جب آپ کو ستایا گیا تو آپ دس بارہ سال شام، بیت المقدس اور حجاز مقدس رہے، خوب زیارتیں کیں۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ حضرت خواجہ امین الدین ابی بہرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ کی مزار اور ابن سیرین کی مزار حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے پاؤں کی جانب ہے۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جب میں حضرت حسن بصریؒ کی مزار مبارک پر زیارت کے لئے حاضر ہوا تو دیکھا اپ کے قدموں میں دو مزار تھے ایک مزار تو ابن سیرینؒ کی مشہور تھی تمام لوگ جانتے تھے اور دوسری مزار کے متعلق وہاں کے لوگ کہتے تھے کہ یہ کسی بڑے آدمی کا مزار ہے، لیکن مجھے تو اپنے شیخ غلام رسول صاحب فرمان یاد تھا کہ یہ مزار حضرت امین الدین ابی بہرہ کی ہے۔

حضرت خواجہ صاحب نے زیارات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی مزار نجف اشرف میں ہے۔ شیخ غلام رسول صاحب اسی طرح کہتے تھے اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ جہاں آپ کو غسل دیا گیا تھا وہاں آپ مدفون ہیں۔ میں جب نجف اشرف حاضر ہوا تو وہاں کے لوگوں سے مغتسل یعنی جہاں حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کو غسل دیا گیا تھا کے متعلق پوچھا تو ایک شخص ہمیں وہاں لے گیا، وہ جگہ بالکل نیچی تھی۔ جب ہم سیڑھیوں سے اتر کر وہاں پہنچے تو ایک آدمی کرسی پر بیٹھ کر تلاوت کر رہا تھا، وہ متعجب ہو کر ہم سے کہنے لگا۔

آپ لوگ سنی ہو کر اس جگہ کیسے آئے؟ ہم نے کہا کہ ہم زیارت کے لئے آئے ہیں، اس مقام مبارک کو میں نے بوسہ بھی دیا اور غلاف مبارک کو آنکھوں سے لگایا تو اس شخص کی حیرت اور بڑھی، جب میں نے وہاں دوگانہ نماز نفل ادا کی تو وہ زیادہ متعجب ہوا کہ سنی اور اتنا احترام؟ راقم الحروف نے عرض کی کہ کوفہ اور نجف اشرف علیحدہ علیحدہ جگہ ہے؟ آپ نے فرمایا کوفہ اور نجف اشرف ایک ہی جگہ ہے، صرف قبرستان کا درمیان میں فاصلہ ہے۔

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا خراسان میں بھی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے۔ جب میں وہاں زیارت کے لئے حاضر ہوا تو عرض کی یا امیر المومنین! اگر آپ کا فیض یہاں بھی ہے تو مجھے اپنی زیارت سے شرف بخشئے۔ اسی رات خواب میں حضور سرور دو عالم ﷺ اور حضرت علی المرتضٰی کی زیارت کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد مزاریں جو ایک بزرگ کی طرف منسوب ہوتی ہیں اگرچہ ان کا وجود مسعود ایک مزار میں ودیعت ہوتا ہے، مگر ان کا چراغ فیض ہر مزار میں چمکتا ہے لہٰذا مزارات منسوبہ سے برکت حاصل کرنی چاہئے۔

فائدہ:

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا میرے استاذ معظم شیخ غلام رسول صاحب جب حجاز مقدس سے واپس آئے تو آپ کئی سال تک دارالخیر اجمیر شریف میں رہے۔ چند سال بعد آپ واپس تونسہ شریف تشریف لائے اور مسند درس پر متمکن ہوئے اور شیخ صاحب یہ بھی فرمایا کرتے تھے جب میں اجمیر شریف تھا تو مولوی اشرف

علی تھانوی زیارت کے لئے آیا وہ لوگوں کو تو چوکھٹ بوسی سے منع کیا کرتا تھا مگر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تھانوی صاحب نے خواجہ غریب نواز کے آستانہ مقدسہ کی چوکھٹ کو بوسہ دیا اور دیر تک اپنا منہ چوکھٹ پر ملتا رہا۔

ایک دن حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا تقسیم پاک و ہند کے بعد بھی حضرت چراغ دہلوی کے آستانہ عالیہ پر مجھے حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے عجب بات یہ دیکھی ہے کہ کفار کے غلبہ کے بعد بھی حضرت چراغ دہلوی کے آستانہ عالیہ کی اینٹ اینٹ سلامت ہے کسی چیز کو ذرہ برابر زوال نہیں ہوا، حالانکہ کفار خذلھم اللہ نے مساجد اور دیگر اولیاء اللہ کے آستانہ جات کی بے حرمتی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی حتیٰ کہ مساجد اور مزارات کے تعویذات توڑ دیئے، مگر حضرت چراغ دہلوی کا آستانہ عالیہ بالکل صحیح سلامت ہے۔ میں اسے حضرت چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا تصرف سمجھتا ہوں۔

خواجہ صاحب نے فرمایا جب میں وہاں حاضر ہوا تو میرے ساتھ حاجی نورنگ بھی تھا۔ نماز ظہر یا عصر کا وقت تھا کفار کے غلبہ سے مساجد ویران نہ کوئی نماز نہ اذان ۔ وہاں ایک مسلمان ملازم تھا میں نے اس سے کہا کہ آیئے جماعت سے نماز پڑھیں وہ ملازم کہنے لگا آپ کے ساتھ نماز پڑھ بھی لوں آپ تو نماز پڑھ کر چلے جائیں گے مجھے تو کفار مار ڈالیں گے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا میں نے مسجد شریف میں جا کر زور سے اذان دی عورتیں مرد اور بچے میری آواز سن کر مسجد کے ارد گرد جمع ہو گئے، میں نے حاجی نورنگ کو اپنے ساتھ ملا کر نماز باجماعت ادا کی ۔ ہندوؤں نے ہمیں کچھ نہ کہا بلکہ ہمارے ساتھ اُنس کا اظہار کیا۔ اس سے پہلے کسی نے اس استانہ عالیہ میں نماز نہیں

پڑھی تھی، سب سے پہلے اس اقدام کا شرف مجھے ملا۔ بعد میں ایک ہندو کو میں نے رقم دی کہ دو لالٹین اور مٹی کے تیل کا ٹین خرید کر کے یہاں روزانہ چراغ روشن کر دیا کریں اس ملازم نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا ہم نے وہاں ختم شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا اور شیرینی تقسیم کی ہندوؤں نے خوشی خوشی سے ہم سے شیرینی لی۔

بتاریخ سترہ رمضان المبارک بعد از نماز عصر حضرت خواجہ صاحبؒ روضہ اقدس کے برامدہ میں تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا اج یوم بدر ہے۔ غزوہ بدر رمضان شریف کی سترہ تاریخ کو ہوئی تھی آپ نے فاتحہ شریف پڑھ کر اصحاب بدر کو ایصال ثواب کی۔ خلیفہ صاحب محمد کرسی کو فرمایا یہ انگور مسجد میں روزہ داروں میں تقسیم کر دیں، طالب علموں کو بھی حصہ دیں۔ سرائے مہارذی میں حاجی نور رنگ اور اس کے روزہ دار ساتھیوں کا خیال رکھیں۔ خدام آستانہ عالیہ میں سے کسی کو نہ بھلائیں اپنا خیال بھی رکھیں۔ آپ خلیفہ درگاہ ہیں، آپ سے ڈر لگتا ہے، اس پر حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ دہلی شریف میں حضرت محبوب الٰہی کے آستانہ اقدس پر والد صاحب مرحوم (یعنی حضرت خواجہ محمد حامد صاحب نے مجھے یہ حکایت سنائی تھی کہ حضرت محبوب الٰہی کے آستانہ مقدسہ پر ایک ماشکی رہتا تھا جو زائرین کے لئے وضو اور پینے کا پانی مہیا کرتا تھا ایک بادشاہ نے حضرت محبوب الٰہی کی نیاز حضرت کے آستانہ عالیہ میں طعام پکوالایا، زائرین اور خدام آستانہ پر بانٹ دیا۔ مگر ماشکی کو کسی وجہ سے حصہ نہ ملا اس ماشکی کا دستور تھا کہ عشاء کے بعد سونے سے پہلے دن کی ساری سرگزشت محبوب الٰہی کی خدمت میں عرض کر کے سوتا اس دن کی سرگزشت میں ماشکی نے بادشاہ کا کھانا پکوانا اور سب پر تقسیم کرنا اور اپنے رہ جانے کا ذکر کیا، یعنی میرے سوا ہر ایک کو حصہ ملا، رات کو خواب میں حضرت

محبوب الٰہی صاحب نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کی نیاز نامنظور ہے۔صبح اٹھ کر بادشاہ
نے پھر کھانا تیار کرایا اور تقسیم کیا اس دوسرے روز بھی یہ ماشکی بھولا رہا دوسری رات بھی
یہی قصہ ہوا کہ حضرت محبوب الٰہی صاحب بادشاہ کو خواب میں آئے اور فرمایا کہ یہ بھی
نامنظور ہے۔تیسرے روز بادشاہ نے پوچھا کہ کوئی خادم رہ تو نہیں جاتا۔دریافت
کرنے پر معلوم ہوا کہ فلاں ماشکی یاد سے نکل جاتا ہے،اس تیسرے روز بادشاہ نے
طعام تیار کرایا اس میں ماشکی کا خاص خیال کیا،اس دن کا یا دو دن گزشتہ کا بھی اسے حصہ
دیا۔اس جگہ حضرت خواجہ نے فرمایا حتی الوسع روایت صحیح بیان کرنی چاہیئے مجھے یاد نہیں
کہ قبلہ والد صاحب نے اس ایک دن یا گزرے دو دنوں کا بھی کہا تھا اس تیسری رات
جب حضرت محبوب الٰہی صاحب نے بادشاہ کو خواب میں شرف زیارت بخشا تو بشارت
دی کہ اب تیرا صدقہ منظور ہے۔حافظ غلام یٰسین صاحب پیش امام مسجد سلیمانی حاضر تھا
آب دیدہ ہو کر عرض کی کہ صاحب روضہ کی نظر کرم ہر خادم پر ہوا کرتی ہے حضرت خواجہ
صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا بشرطیکہ رابطہ ہو۔حضرت خواجہ صاحب نے تمثیلاً
بیان فرمایا کہ میری عمہ یعنی پھوپھی صاحبہ ہر شب اپنے دن کی ساری سرگزشت حضرت
اعلیٰ خواجہ شاہ محمد سلیمان کی جناب میں بلاناغہ عرض کیا کرتی تھی،آخر عمر میں جب
آنکھوں سے معذور ہوگئی تو ایک تار باندھ رکھی تھی جس کا ایک سرا روضہ مقدس کے
ساتھ اور دوسرا سرا اپنے گھر باندھ رکھا تھا اس تار کے ذریعہ پھوپھی صاحبہ روضہ شریف
پر حاضر ہو کر اپنی سرگزشت عرض کر دیتی اس کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا کہ
حضرت اعلیٰ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ بھی ہر شب بعد از نماز عشاء
مہار شریف کی سمت منہ کر کے ہاتھ باندھ کر دن کی ساری سرگزشت عرض کر دیا کرتے

تھے اور حضرت والد صاحب کا بھی یہی دستور تھا پھر حضرت خواجہ صاحب راقم الحروف اور حافظ غلام یٰسین صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ بھی ایسا کیا کریں۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک بعد نماز عصر حضرت خواجہ صاحب مسجد سلیمانی میں بحالت اعتکاف تشریف فرما تھے مولوی گل محمد صاحب محمد خان جعفر اور راقم الحروف بھی حضرت خواجہ صاحب کی بدولت اس سعادت سے مستفید ہوتے۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت والد صاحب نے اپنے ہاتھ مبارک سے قلمی دلائل الخیرات شریف دے کر فرمایا تھا اسے پڑھا کریں مگر میں بروقت اس کا ورد نہ کر سکا کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میاں احمد کرسی خلیفہ درگاہ نے مجھے بتایا کہ حضرت خواجہ محمد حامد صاحب خواب میں مجھے فرما گئے ہیں کہ اسے دلائل الخیرات شریف پڑھنے کا کہیں مگر کل شئی مرہون باوقاتہ پھر بھی میں یہ وظیفہ جاری نہ کر سکا۔

محرم الحرام کی ٦ تاریخ کو آستانہ مقدسہ حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ پر بتقریب عرس مبارک میرا قیام تھا۔ خواب میں حضرت بابا صاحب نے مجھے فرمایا کہ دلائل الخیرات پڑھیں یا واپس کر دیں بیدار ہوتے ہی اپنے دل میں دلائل الخیرات شریف پڑھنے کا ارادہ کیا حضرت خواجہ خدا بخش مہاروی سے ترتیب پوچھی انہوں نے ایک سال دس دن بطور زکوٰۃ پورا ختم دلائل الخیرات بلاناغہ پڑھنے کی تلقین کی اب بفضلہٖ تعالیٰ پورے چھ سال کا عرصہ گزرا ہے کہ سفر حضر صحت و مرض میں مجھ سے اس ختم کا ناغہ نہیں ہوا ابتداء تو دو گھنٹے صرف ہو جاتے تھے بعد ازاں ایک گھنٹے درود مستغاث شریف سلسلہ عالیہ و دلائل الخیرات شریف پڑھ لیا کرتا تھا اب کمزوری آ گئی ہے کوشش

بھی کرتا ہوں، لیکن پورا نہیں ہوتا۔

حضرت حاجی محمد غوث صاحب مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جب حاجی صاحب نے آیۃ الکرسی کا چلہ کیا تو مجھے کہا کہ پڑھتے وقت چکرآتے ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایک مہم درپیش تھی، میں نے ازخود آیۃ الکرسی کا چلہ چالیس دن تک حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ کے آستانہ اقدس پر معتکف ہو کر پورا کیا تھا۔ مولوی گل محمد صاحب نے روزمرہ کی تعداد دریافت کی تو فرمایا تین سو ساٹھ بار روزانہ پڑھتا رہا ہوں راقم الحروف نے استفسار کیا کہ خالدون تک پڑھا کرتے تھے یا وھوالعظیم تک؟ آپ نے فرمایا پہلے وھوالعظیم تک ایک چلہ کیا تھا ،لیکن کام نہیں ہوا تھا اب دوسری بار کام بن گیا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

دیگر یہ فرمایا کہ دعاء سیفی کے چلہ کے ماسوا مجھے کبھی خشکی نہیں ہوئی اس چلہ میں دعاء سیفی پڑھتے وقت شدید پیاس کے باوجود دوبار پانی پیتا تھا، آپ نے فرمایا کہ مسبّعات عشر کو میں ترتیب کبیر سے پڑھتا ہوں تو وقت تو لگ جاتا ہے، مگر ابتداء سے یہ ترتیب جو اختیار کی ہے اب اس کا چھوڑنا دل کو گوارہ نہیں اس موقع پر حاجی منیر احمد سکنہ عارف والا کا ذکر کیا کہ روزمرہ دلائل الخیرات شریف از ابتداء تا انتہاء اور پندرہ پارے قرآن مجید اس کا معمول ہے اور ختم خواجگان بھی بلاناغہ اکیلے پڑھا کرتا ہے۔ اور زمیندارہ اور کاروبار بھی سرانجام دیتا ہے۔ اور یہ فرمایا کہ مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاجی منیر احمد نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں کیا پڑھوں؟ میں نے اسے قرآن پاک پڑھنے کی تلقین کی اب اس روز سے آج تک دو دن میں قرآن مجید کا پورا

ختم کرنا اس کا معمول آ رہا ہے۔ راقم الحروف نے کہا کہ یہ تو کرامت ہے آپ نے تبسم فرمایا محمد خان جعفر کہنے لگا اوراد کے لئے پہلے یکسوئی ضروری ہے آپ نے فرمایا کہ محمد خان ہمت کا کام ہے ہوتے ہوتے یکسوئی آ ہی جاتی ہے۔ سرگروہ خیل مجاھدین حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا آپ رمضان شریف میں روزانہ ختم قرآن مجید کرتے اور رات کو نوافل میں چار ختم کرتے۔ ایک مسجد سلیمانی میں حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب کو سناتے اور ایک ختم بارہ دری میں بالین تربت حضرت اعلیٰ اور ایک ختم مسجد چینی والی میں اور ایک ختم حضرت والدہ صاحبہ کو سنایا کرتے۔ سجادہ نشینی سے پہلے ہر پنجگانہ نماز غسل کئے بغیر نہیں پڑھتے تھے سردی گرمی صیف وشتاء سفر وحضر میں یکساں معمول رہا سجادگی کے بعد عصر کے غسل سے مغرب ادا کرتے تھے۔ حضرت ثانی کریم پیار سے فرمایا کرتے تھے یہ ہمارا وشنو ہے وشنو وہ لوگ ہوتے ہیں جو غسل کئے بغیر کھانا نہیں کھاتے اور اپنے شیخ معظم کا ادب اس حد تک کیا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمود صاحب درگاہ عالیہ کو قفل لگا کر کہیں چلے گئے آپ عتبہ بوسی کر کے باہر جالی مبارک کے پاس ادب سے بیٹھ گئے۔ لوگ کہنے لگے انہیں کلید ساتھ لے جانا مناسب نہیں تھا آپ نے فرمایا میں انہیں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ میرے شیخ کا بیٹا ہے بات صرف اتنا ہے کہ ہمارا شیخ ہم دونوں پر ناراض ہے اسے اتنی دور بھیج دیا اور مجھے یہاں باہر بٹھا دیا حضرت خلیفہ محمد باران صاحب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت شیخ غلام رسول صاحب نے فرمایا کہ حضرت اعلیٰ کا دستور تھا کہ جب حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی کے عرس اقدس پر تشریف لے جاتے تو خلیفہ صاحب کو اپنا قائم مقام کر جاتے تھے اور سارا

انتظام ظاہری و باطنی ان کے سپرد کر جاتے تھے شیخ صاحب کا کہنا ہے کہ خلیفہ صاحب کا یہ تصرف تھا کہ ان کی قائم مقامی اور حضرت اعلیٰ کی واپسی تک تونسہ شریف میں چڑیا کے مرنے کی خبر بھی لوگ نہیں سن پاتے تھے کہ فلاں جگہ چڑیا مری پڑی ہے جب حضرت اعلیٰ واپس تشریف لائے تو ادھر ادھر سے آدمیوں اور مویشیوں کے مرنے کی خبر بہم پہنچتی تھی۔ایک مرتبہ حضرت اعلیٰ سفر میں تھے آپ کا صاحبزادہ حضرت خواجہ اللہ بخش بیمار ہو گئے،علاج معالجہ کے لئے مونگ ضرورت ہوئے،کلھوٹی گھر میں رکھی تھی،مونگ وہاں رکھتے تھے،تلاش کرنے پر کلھوٹی خالی ملی، بہت پریشانی ہوئی،مائی صاحبہ نے بات خلیفہ محمد باران تک کہلوادی،آپ نے کہا پریشانی کی بات نہیں،یہ تعویذ کلھوٹی میں ڈال کر کلھوٹی کا منہ بند کر دیں اور نیچے موری سے جتنا مونگ نکالنا چاہیں نکال لیا کریں،کلھوٹی میں تعویذ ڈالنے کے بعد جتنے ہی مونگ ضرورت پڑتے نکال لیتے،جب حضرت اعلیٰ واپس تشریف لائے دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔بیٹھتے ہی فرمایا کہ مجھے یہاں حرام کی بو آرہی ہے۔مائی صاحبہ پہلے تو حیران ہو گئی بالآخر تعویذ اور مونگ کا قصہ بیان کیا تو آپ خلیفہ صاحب پر غصہ ہوئے اور فرمایا کہ میرے بچوں کو تو حرام کھلاتا ہے،خلیفہ صاحب کو بڑی گریہ وزاری کے بعد معافی ملی۔

اسی ضمن میں خلیفہ محمد اکرم صاحب جو حضور اعلیٰ کے روضہ مبارک کے صحن میں آرام کی نیند سو رہا ہے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ شیخ صاحب فرماتے تھے کہ حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ محمد اکرم کی مزار پر اکثر کہا کرتے تھے کہ ''اکرماں'' جگہ لے لی،مگر زور سے لے لی۔دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ یہ محمد اکرم حضرت اعلیٰ کا خاص اور نظر منظور خادم ہے۔کوزہ برداری کی سعادت اس کو

نصیب تھی۔ کسی وجہ سے حضرت ثانی اور خلیفہ صاحب کے درمیان شکر رنجی ہوئی، خلیفہ صاحب غصہ ہوکر غائب ہو گئے، ظہر کا وقت آیا، حضرت اعلیٰ تو دہ ریگ کے پاس بیٹھے تھے تا کہ اکرم وضو کا پانی لائے، ادھر حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ دیگر غلاموں کو حکم دے رہے ہیں کہ دادا جی کو کوئی جا کر وضو کرائے، حضرت اعلیٰ نے فرمایا، میں تو اکرم کے بغیر وضو نہیں کروں گا۔ حضرت ثانی صاحب نے فرمایا کہ اکرم کو جلدی تلاش کرو، دادا جی وضو نہیں کرتے، ایک شخص نے کہا کہ اکرم فلاں ٹیلے کے پاس چھپا ہوا ہے، ہمارے بلانے پر تو نہیں آتا، حضرت ثانی صاحب خود وہاں تشریف لے گئے۔ خلیفہ صاحب نے کہا کہ میں تو نہیں آتا، آخر بڑی منت سماجت کے بعد ایک شرط پر واپس ہونا قبول کیا، وہ شرط یہ تھی کہ جہاں میرے شیخ حضرت اعلیٰ استنجاء کرتے ہیں، اگر مجھے قبر اسی جگہ دے دیں تو میں آتا ہوں ورنہ نہیں۔ حضرت ثانی نے فرمایا میں نے بادل نخواستہ ہاں کہہ کر اسے جواب دیا۔ اکرم میرے ساتھ چلا آیا، پھر حضرت اعلیٰ کے وصال کے بعد خلیفہ اکرم شدید مغموم رہتا تھا اور مواجہ شریف یعنی روضہ مقدسہ کے غربی جانب روبمزار پرانوار ہوکر سارا دن گزار دیتا، زندگی تک اس کا یہی معمول رہا اور ان کی وفات بھی اسی جگہ ہوئی۔ خلیفہ صاحب کے وصال کے بعد حضرت ثانی صاحب بتقریب عرس مبارک حضرت قبلہ عالم تونسہ شریف سے روانہ ہوکر کوٹ سلطان پہنچ گئے۔ اور خلیفہ صاحب بتمام خیر و عافیت تونسہ شریف میں اپنے کاروبار میں مشغول تھے۔ دل میں خیال آیا کہ کیا اچھا ہوتا اگر یہاں مر جایئے، بس اسی خیال میں روضہ مبارک کی جانب منہ کر کے لیٹ کر جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس وقت گھوڑے سوار ایک آدمی کوٹ سلطان سے آیا اور کہا کہ مجھے حضرت

ثانی صاحب نے بھیجا ہے کہ خلیفہ صاحب کی مزار حضرت اعلیٰ کی جائے استنجاء پر تیار کریں۔آپ کے حکم پر قبر تیار کی گئی اور خلیفہ صاحب کو دفن کیا گیا۔

حضرت ثانی یعنی حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب جب واپس آئے تو قبر یہاں دیکھ کر غصہ میں کہا کہ ان کی قبر یہاں کیوں ہے؟ عرض کی گئی کہ حضور کا فرستادہ آیا تھا ،آپ کے حسب فرمان ہم نے قبر اس جگہ تجویز کی۔آپ نے فرمایا ''اکرماں'' جگہ لے لی،مگر زور سے لے لی۔

حضرت خواجہ صاحب کا طریقہ مسنونہ اسلاف ہے کہ خطبہ عیدین سے فارغ ہونے کے بعد پیش امام کو اپنے دست گوہر سے دستار باندھتے تھے۔ایک مرتبہ عیدالبقر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد بغیر دستار باندھے چلے گئے،پیش امام کو کیا جرات کہ یاد دلائے۔۱۳ ذوالحجہ شریف کو بعد نماز عصر آپ گرم بنگلہ میں رونق افروز تھے،بندہ راقم الحروف حاضر خدمت ہوا اور شرف قدمبوسی حاصل کی۔کرم بکرم اپنے دست کرم سے دستار بندہ کے سر پر باندھی اور فرمایا کہ آج عرس کا دن ہے،یہ بھی عید ہے۔اور ایک چوغہ جس کو آپ چوپان کے نام سے منسوب کر رہے تھے،اپنے دست عنایت سے عطا کیا اور فرمایا کہ گزشتہ سال اُسے خود میں نے پہنا تھا اور نماز میں سدل سے بچنے کے لئے یہ بٹن لگائے تھے اور خوش طبعی میں آپ نے فرمایا اب تو آپ کابل کے پر لے سے مولانا بن گئے ہیں،اس پر بندہ راقم الحروف ازحد خوش ہوا اور اپنی قسمت کو مبارک باد کہہ رہا تھا کہ حضرت خواجہ صاحب کے وجود اقدس سے مس ہونے والا جبہ مقدسہ بندہ کے لئے حصن اور کوٹ ہوگیا ہے۔

۲۷ ذوالحجہ بروز یک شنبہ بعد نماز عصر حضرت خواجہ صاحب حسب معمول گرم

بنگلہ میں تشریف فرما تھے۔ بندہ راقم الحروف حاضر ہوا اور حاجی نور رنگ صاحب اور حافظ غلام یٰسین صاحب پہلے حاضر خدمت تھے۔ بات صدقات وخیرات میں چل رہی تھی ۔حضرت خواجہ صاحب نے ذکر فرمایا کہ قبلہ والد صاحب حضرت خواجہ قبلہ عالم کے آستانہ عالیہ میں بالین کی سمت باہر دھوپ میں تشریف فرما تھے کہ میاں عبداللہ صاحب منگھیروی کاغذ قلم ہاتھ میں لیے حضرت خواجہ محمد حامد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ وسعت رزق کے لئے ایک تعویذ عطا کر دیں، آپ نے قلم ان کے ہاتھ سے لے کر لنگر کا لفظ لکھا، اشارہ اس طرف تھا کہ وسعت رزق مطلوب ہے تو لنگر چلائیں۔

حضرت خواجہ خدا بخش صاحب مہاروی جو کہ اپنے دوسرے بھائیوں کے برابر چار پانچ مربعوں کے مالک تھے، حضرت خواجہ محمد حامد صاحب نے انہیں فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم کے عرس مبارک پر لنگر پکایا کرو، پھر کچھ عرصہ کے بعد فرمایا کہ اب سے صبح وشام حضرت قبلہ عالم کا لنگر جاری کرو۔ حضرت خواجہ خدا بخش صاحب مہاروی ایسا کرنے سے دن بدن وسیع الرزق ہوتے گئے۔ وصال کے وقت ان کی جائیداد ایک سو بچاس مربع تک پہنچ چکی تھی۔ حضرت خواجہ خدا بخش صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ خواجہ حامد صاحب مجھے پار لگا گئے۔ میرا انکار میرے کام آ گیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ دراصل قصہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ خدا بخش صاحب کے والد مرحوم کے مریدوں نے حضرت خواجہ خدا بخش صاحب کو مدعو کیا کہ آپ ہماری دعوت قبول کریں اور ہمارے گھر تشریف لاویں۔ مصروفیات کی وجہ سے ان کے پاس نہیں جاسکتے تھے۔ انہوں نے خواجہ محمد حامد صاحب کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ آپ ہمارے پیر زادہ کو ہماری دعوت قبول کرنے کی سفارش کریں۔ آپ نے حضرت خواجہ خدا بخش

صاحب سے کہا کہ یہ لوگ آپ کے والد صاحب کے مریدوں میں سے ہیں ۔آپ ان کی دلجوئی کے لئے ان کی دعوت قبول کریں۔خواجہ خدا بخش نے آپ کے کہنے پر بھی انکار کر دیا اور اپنی مصروفیات کا اظہار کیا۔اس وقت خواجہ محمد حامد صاحب نے فرمایا ،اچھا اب آپ کہیں نہ جایا کریں،آپ کے سارے کاروبار کا ذمہ دار حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ کے آستان کا فقیر ہے۔

حضرت خواجہ خدا بخش صاحب کا کہنا ہے کہ یہ الفاظ سنتے ہی میں راسخ الاعتقاد ہو گیا کہ اب میں اس ذمہ داری کے بعد ہار (ناکامی) کا منہ نہیں دیکھوں گا۔حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ عقیدہ شرط ہے اور عقیدہ کی پختگی مشکلات کا حل ہے۔ہم حضرت خواجہ خدا بخش صاحب کو دیکھا کرتے تھے کہ مشکلات میں گھر جانے کے بعد کامیاب ہو کر آتے۔خواجہ خدا بخش صاحب کہا کرتے تھے کہ شیخ کی ذمہ داری مجھے ہار (ناکامی) کا منہ نہیں دکھائے گی اور حضرت خواجہ خدا بخش صاحب کا سردی گرمی میں یہ معمول تھا کہ غسل کئے بغیر روضہ مبارک حضرت خواجہ قبلہ عالم اور حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان پر زیارت کے لئے نہیں جایا کرتے تھے۔

۱۸ محرم الحرام بروز ہفتہ ۱۳۹۷ھ کو حضرت خواجہ صاحب نماز عصر سے پہلے مسجد سلیمانی میں تشریف فرما تھے۔حاجی محمد افضل صاحب چوتھے حج سے واپسی کے بعد حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک لفافہ پیش کیا،جس میں عجوہ کھجور اور ایک مکتوب تھا۔اور کہا یہ تبرک صوفی اورنگزیب نے آپ کی طرف ارسال کیا ہے۔اور صوفی صاحب مذکور نے دعا کی درخواست بھی کی تھی۔حضرت خواجہ صاحب نے صوفی صاحب کے لئے دعاء خیر کی اور فرمایا کہ یہ صوفی صاحب حضرت خواجہ محمد حامد صاحب

سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہے،اب کافی عرصہ سے مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہے۔دیگر یہ بھی فرمایا کہ حاجی محمد افضل صاحب حضرت خواجہ محمد حامد سے بیعت ہے اور ان کے دادا صاحب کو بھی حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ سے خلافت ملی تھی،یعنی قدیماً انہیں خاندان عالیشان سے نسبت حاصل ہے۔نماز عصر کے بعد جب حضرت صاحب گرم بنگلہ میں تشریف لے گئے راقم الحروف حاضر خدمت ہوا تو آپ نے عجوہ کھجور کا ایک دانہ دے کر فرمایا کہ یہ عجوہ مبارک ہے جس کی فضیلت حدیث مبارک سے ثابت ہے۔صوفی اورنگزیب کو خدا تعالیٰ خوش رکھے وہ ہمیشہ ہماری طرف عجوہ مبارک بھیجتا رہتا ہے اور واقف کار بھی ہے۔ویسے تو کھجور عراق سے زیادہ آتی ہے اور مدینہ منورہ میں فروخت ہوتی ہے۔راقم الحروف سے یہ بھی فرمایا کہ اس کی گٹھلی کاشت کر دینا، مجھے بھی ایک صاحب نے کہا تھا۔میں نے اپنے مکان پر گٹھلی بوئی تو وہ اُگ آئی، دو تین مرتبہ میں نے اس کا پودا ایک جگہ سے اکھیڑ کر دوسری جگہ لگایا تھا، اب وہ تنادار ہے۔

حاجی محمد افضل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے باغ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے لگائے ہوئے دو کھجور کے درخت امسال ۱۳۹۶ھ میں حج سے ایک دوروز پہلے شہید کر دئے گئے ہیں، اور دوسرے آثار قدیمہ مسجد شمس اور جبل احد پر زیارت گاہ بھی شہید کر دی گئی۔حضرت خواجہ صاحب یہ خبر سن کر بہت غمگین ہوئے اور دیر تک ٹھنڈے سانس لیتے رہے اور کھجور مبارک کی مدحت میں رطب اللسان رہے۔آپ نے فرمایا پہلے سال میں اس باغ میں صوفی اورنگزیب کے ساتھ زیارت کو گیا، میرے دل میں کچھ خدشہ ہوا تو اوپر سے

طوطہ کی حرکت سے دو تین دانے گرے جو ابھی پختہ نہیں تھے، میں نے اٹھا کر منہ میں لیے بہت لذیذ اور شیریں تھے، میرا خدشہ جاتا رہا۔ صوفی اورنگزیب نے کہا: ہم تو کئی بار یہاں زیارت کو آئے ہمیں تو یہ شرف نہیں ملا، آپ آئے بھی پہلی بار اور حصہ بھی لے لیا ، یہ آپ کی ہی قسمت ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میری عادت تھی کہ اس کھجور مبارک کو میں اپنے سینے سے لگا لیتا اور اپنے منہ سے اس کی کھال چوس کر اس کی خوشبو اپنے قلب حزین تک پہنچاتا۔ ایک روز مدینہ منورہ کی زیارت اور آثار متبرکہ کا تذکرہ کرر ہے تھے، ایک شخص کا ذکر فرمایا جسے حکومت سعودیہ نے روضہ انور یعنی گنبد خضراء کی مرمت کے لئے مقرر کیا، اس کے پاس خاک مقدس اور دیوار مبارک کے اجزاء تھے، نیک مقسوم لوگ اس سے وہ تبرکاً لے جایا کرتے تھے، ایک دن اس آدمی نے صوفی اورنگزیب سے میرے متعلق دریافت کیا کہ یہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے؟ جب صوفی صاحب نے میری شناخت کرائی تو اس نے غلاف مبارک کا ٹکڑا جس کے ساتھ دو تاریں ستارے کی تھیں، صوفی اورنگزیب کے ہاتھ میرے پاس تبرکاً بھیج دیا اور کہا کہ یہ تبرک مدّت سے میرے پاس ہے، اس کا پتہ آج تک میں نے کسی کو نہیں دیا، مگر آج جب میں نے انہیں زیارت کرتے دیکھا تو میرے دل نے مجھے مجبور کیا کہ یہ تبرک ان کے حوالے کر دے۔ شاید یہ غلاف اتنی مدّت میرے پاس ان کے لئے محفوظ رہا ہے اور یہ تاریں میں نے جدا نہیں کیں، بلکہ خود بخود علیحدہ ہو گئیں اور انہیں یہ بھی کہہ دیں کہ کوئی نذرانہ وغیرہ میری طرف نہ بھیجیں کیونکہ میں کسی لالچ کی بناء پر آپ کو نہیں دے رہا، بلکہ یہ آپ کی چیز تھی جو آپ کے سپرد کر رہا ہوں۔ میں تو صرف نگرانی کرتا رہا ہوں۔

راقم الحروف نے عرض کی کہا جاتا ہے کہ آج سے ایک دو سال پہلے عکاشہ رضی اللہ عنہ کی مزار اقدس صحیح سالم تھی۔آپ نے کہا، ہاں، ہم نے اس کی زیارت کی تھی، بالکل صحیح سالم تھی، اب بدبختوں نے اسے بھی شہید کر دیا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا: افغانستان کے ضلع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مزار مبارک ہے، میں نے مزار اقدس پر حاضری کے وقت عرض کیا، آپ اپنی زیارت کا شرف بخشیں تا کہ میرا دل اطمینان کر لے کہ اس مزار مبارک کی نسبت آپ کی طرف بلا شک وشبہ صحیح ہے۔رات کو جب میں سویا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔الحمد للہ علیٰ ذلک۔

حافظ غلام یٰسین صاحب بھی امام مسجد سلیمانی حاضر خدمت تھا، آپ نے فرمایا: حافظ جی! آپ بھی اپنی بات ان سے کہہ دیں، حافظ غلام یٰسین نے راقم الحروف سے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آستانہ عالیہ پر مجھے اذان دینے کا شوق ہوا، نظام الدین پوندہ نے مدیران اور منتظمین آستانہ عالیہ سے اجازت طلب کی تو جواب نفی میں ملا۔حضرت خواجہ صاحب جب ہمارے ارادے سے مطلع ہوئے تو فرمایا، ان مدیران کے اختیار میں کیا کچھ ہے؟

آپ صاحب مزار کے حضور عرض کریں۔اگر انہوں نے منظور فرمایا تو پھر کون ہے جو آپ کو اذان نہ کہنے دے۔حافظ غلام یٰسین کہتا ہے میں اور نظام الدین پوندہ نے مزار اقدس پر حاضر ہو کر سوال کیا پھر واپس آ کر حضرت خواجہ صاحب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ان مدیران کا بڑا مہتمم آیا اور کہا کہ آپ کے ہمراہ کوئی آدمی ہے جو اذان کہے، میں فوراً اٹھا اور صومعہ پر جا کر اذان کہی۔الحمد للہ علیٰ ذلک۔

ایک دن حضرت خواجہ صاحب بعد نماز عصر گرم بنگلہ میں رونق افروز تھے۔راقم الحروف کو حاضری کا شرف حاصل ہوا۔خواجہ صاحب کے ہاتھ میں کھجور مبارک کی ایک تھیلی تھی جو کسی حاجی صاحب نے تبرکاً پیش کی۔ایک دانہ راقم الحروف کو دیکر کہا کہ یہ مدینہ منورہ کی کھجور ہے۔تھوڑی دیر بعد گل محمد قوّال المعروف گلّو قوّال آیا،ایک دانہ اسے بھی دیا۔حضرت خواجہ صاحب کے ہاتھ میں پتّھر کی تسبیح تھی،گلّو قوّال سے کہا کہ اگر آپ تسبیح پڑھو تو تمہیں یہ تسبیح دے دوں،گلّو نے جی ہاں میں جواب دیا اور عرض کی کہ کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہمارے حضرت صاحب درود شریف پڑھنے کی زیادہ تاکید کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ درود شریف سکھانے میں نیک اور بد کا کوئی فرق نہ کریں،کیونکہ یہی درود شریف بندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچ لاتا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے کوئی مشکل درپیش آئی،استخارہ میں حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے ۱۴ بار درود تنجینا پڑھنے کا حکم دیا،اب میں اس روز سے ۱۴ بار روزانہ بلاناغہ پڑھا کرتا ہوں،اگر آپ یاد کرکے پڑھا کریں تو بہتر ورنہ یہ درود شریف **اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم** باوضو ہوکر کثرت سے پڑھا کریں،حضرتِ والد صاحب بھی لوگوں کو یہ درود شریف سکھایا کرتے تھے۔

ایک روز اہل کشف کے بارے میں بات ہوئی تو آپ نے فرمایا ایک دفعہ میں حرم نبوی پائیں مبارک کی سمت سے بیٹھا ہوا تھا(راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب حرم نبوی میں ہمیشہ پائیں مبارک کی سمت بیٹھا کرتے تھے۔اوراد،وظائف اور نماز بھی وہاں ادا کرتے تھے) کہ دس بارہ آدمی شام کے رہنے والے میرے پاس آکر

بیٹھ کر گئے۔ان میں ایک اکیس بائیس سالہ نوجوان آزاد شکل شامل تھا۔قصیدہ بردہ شریف پڑھنا شروع ہو گئے۔وہ اس طرح پڑھتے تھے کہ ہر ایک آدمی اپنے اپنے ہاتھ میں کتاب لے لیتا، پھر ایک آدمی ایک شعر پڑھ کر چپ ہو جاتا اور دوسرا آدمی دوسرا شعر پڑھ دیتا۔اسی طرح تیسرا اور چوتھا آدمی، مجھے بھی انہوں نے کتاب دے دی، میں بھی اپنی باری میں شعر پڑھتا رہا،ان میں سے ایک آدمی نے مجھے کتاب بردہ شریف دے کر کہا یہ کتاب آپ اپنے پاس رکھیں اور پڑھا کریں،وہ نوجوان اس سے بولا کہ یہ چھ سال سے متواتر دلائل الخرات شریف پڑھتے ہیں اب تھک کر صرف ایک حزب پڑھتے ہیں قصیدہ بردہ کیسے پڑھیں گے؟۔میں اس کے کشف پر حیران ہوگیا،اب میں قصیدہ بردہ شریف کبھی کبھی پڑھ لیا کرتا ہوں ۔بھائی صاحب یعنی حضرت خواجہ حافظ سدیدین صاحب کو قصیدہ شریف یاد تھا۔حافظ غلام یٰسین حاضر تھا ،عرض کی غریب نواز حرم نبوی کے میناروں کی کیا تعداد ہے؟ آپ نے فرمایا چار ہیں باب جبرائیل پر جو مینار ہے وہ پرانا ہے تہجد کی اذان بھی اسی مینار پر ہوتی ہے۔دیگر یہ فرمایا کہ باب جبرائیل سیدھا پائیں مبارک کے برابر ہے اور وہاں پر چھوٹی دیوار کا احاطہ ہے ایک دفعہ میں وہاں بیٹھا تھا کہ ایک پر درد آدمی پنجابی زبان میں نعتیں پڑھ پڑھ رو رہا تھا اکثر وہ میرے پاس بیٹھا کرتا تھا ،میں بھی شوق سے اس کی نعتیں سنا کرتا تھا،ایک مرتبہ میں نے اس کو مواجہ شریف میں دعا مانگتے دیکھا کہ قبلہ رخ ہو کر کر روضہ انور کو پیٹھ کر کے دعا مانگ رہا ہے اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے افسوس ہوا وہاں تو ادب سے میں اسے کچھ نہ کہہ سکا میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے گیا وہ بھی خوشی سے میرے ساتھ چلا آیا، کیونکہ وقت کا وہ میرا ساتھی تھا۔میں نے اسے کہا کہ حدیث

شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ **انما انا قاسم واللہ معطی**

ترجمہ: میں بانٹنے والا ہوں اور خدا تعالیٰ دینے والا ہے۔ اب آپ بتائیں جو بانٹنے والے کو پیٹھ کرے اسے کچھ ملے گا؟

بس مسئلہ اس کی سمجھ میں آ گیا اور زار وقطار رونے لگا اور کہا میری سمجھ نارسا تھی۔ میں ان کی کتابوں سے دھوکا کھا گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کتابیں وہابیہ کی تصنیف ہوتی ہیں۔ لکھا ہوتا ہے کہ سلام سے فارغ ہو کر قبلہ رخ ہو کر دعا کریں، کم فہم لکیر کے فقیر ہوا کرتے ہیں جو لکھا دیکھا بس عمل میں لایا۔

۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ بروز یکشنبہ دولت مشاہدہ حاصل ہوئی۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا آستانہ عالیہ کی زیارت خالی ہاتھ نہ کیا کریں۔ بزرگوں کا معمول ہے کہ کوئی چیز نذرانہ بطور ضرور ہمراہ لایا کرتے ہیں، چنانچہ ایک دفعہ مولانا شمس الدین سیالوی کو کوئی مشکل درپیش تھی، مشکل حل کرانے کی غرض سے آستانہ شیخ کی حاضری کا ارادہ کیا، مگر نذرانہ کے لئے کوئی چیز میسّر نہیں تھی تو انہوں نے اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت میں عرض کی تو انہوں نے سوت کی اٹی دے کر روانہ کیا آپ نے اسی اٹی کو بطور نذرانہ پیش کیا میرے والد صاحب حضرت خواجہ محمد حامد صاحب کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنے مشائخ کے آستانہ عالیہ پر جب ہی حاضر ہوتے تو پہلی حاضری پر گیارہ روپے اور پھر جب تک قیام فرماتے یومیہ علی الصبح ایک روپیہ نذر رکھتے تھے۔

یکم رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ کو حضرت خواجہ صاحب آستانہ عالیہ سلیمانیہ میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھ گئے راقم الحروف کو بھی آپ ہی کی بدولت یہ سعادت حاصل ہوئی یہ ایام سعیدہ میں اپنی زندگی کے بہت ہی بہتر شمار کرتا ہوں، کیونکہ ان ایام میں صبح

وشام کی مجلس میں حضرت خواجہ صاحب کی دعاؤں میں شمولیت اور نوافل تہجد میں آپ کے ساتھ نماز باجماعت حاصل ہونے کی سعادتیں میسّر ہوئیں۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

ایک دن آپ نے فرمایا ایک عورت سر پر گٹھڑی رکھ کر گلی کوچوں میں پھرتی ندا کررہی تھی، پلک، سویا، چوکا یہ تینوں ساگ ہیں۔ حضرت شیخ بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ اس کی آواز سن کر وجد میں آ گئے، لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا یہ کہہ رہی ہے جو ایک پلک سو گیا وہ رہ گیا۔ کاتب الحروف نے بھی اس موقعہ پر ایک نقل پیش کی کہ ایک شخص زور زور سے اچھے سنگترے اچھے سنگترے کہتا ہوا گلی کوچوں میں پھرتا سنگترے بیچ رہا تھا حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ آواز سن کر وجد میں آ گئے وجہ بیان فرمائی کہ یہ کہہ رہا ہے اچھے سنگ (ساتھ اور سکاوت) ترے (تارے کامیاب) حاضرین کو ذوق حاصل ہوا۔

آپ نے فرمایا مدینہ منورہ میں ایک خوش قسمت پٹھان ہے جس کا نام بتانے کی مجھے اجازت نہیں، کیونکہ اس پٹھان نے مجھ سے حلف لیا تھا کہ زندگی تک اس کا نام نہیں بتاؤں گا۔ اس کے متعلق لوگوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مواجہ شریف سے اپنا ہاتھ مبارک نکال کر اس سے مصافحہ کیا، دو تین آدمیوں کو دیکھا کہ اس پٹھان کے ہاتھ کو بوسہ دے رہے ہیں، اس سے دریافت کیا تو اس نے اقرار کیا کہ اس ناچیز پر کرم ہوا ہے اور مجھ سے حلف لیا کہ میرا نام زندگی تک نہ بتانا۔ آپ نے اس کی ایک کرامت بھی بیان کی وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ موصوف پائنتی مبارک کی جانب سے درود مستغاث شریف پڑھ رہا تھا۔ شرطی نے روکا رات کو شرطی کے پیٹ میں ایسا سخت درد ہوا کہ کوئی علاج مؤثر نہ ہوا، آخر پٹھان موصوف کے دم کرنے سے شرطی کو شفا کامل حاصل

ہوئی، اسی دن سے کوئی شرطہ اسے پالکی مبارک سے درود مستغاث شریف پڑھنے سے
نہیں روکتا تھا اور وہ زور زور سے مستغاث شریف پڑھتا تھا۔

قطعہ تاریخِ وصال

حضرت خواجہ خان محمدؒ
پیر کامل کی فرقت ہے
سات جمادی الآخر، جمعہ
خواجہ صاحبؒ کی رحلت ہے۔"

موجودہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف

حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب

آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب مدظلہ العالی ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء کو تونسہ شریف میں ہوئی۔ ۶ مئی بروز اتوار ۱۹۷۹ء کو سیدی ومرشدی حضرت خواجہ خان محمد صاحب کے وصال کے تیسرے روز حسب دستور خاندان دستار بندی ہوئی اور مسند سلیمانی پر جلوہ افروز ہوئے۔

یہ رسم دستار بندی اجمیر شریف کے سجادہ نشین حضرت سید آل مجتبیٰ صاحب نے ادا کی ،اس موقع پر حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہزاروں عقیدت مندوں اور مریدین کے علاوہ تونسہ شریف ،مہار شریف ،سیال شریف کے صاحبزادگان موجود تھے۔یاد رہے کہ حضرت خواجہ صاحب نے تقریباً تین سال قبل بھی اپنی زندگی میں اپنے صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کرائی تھی جو پاکپتن شریف کے سجادہ نشین حضرت دیوان صاحب نے ادا کی۔

آپ یقیناً اپنے جدِ امجد شہباز طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ کی نعمتِ باطنی کے وارث حقیقی ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کا سایۂ عاطفت غلامان تونسوی اور خادمانِ چشت پر تادیر قائم رکھے اور آپ کو عمرِ خضری عطا کرے اور اپنے آباؤاجداد اور مشائخ عظام کے مقامات عالیہ اور مدارج عطا کرے اور آپ کے فیضان کو جاری وساری رکھے جس طرح آپ کے آباؤاجداد کے زمانہ میں جاری تھا۔
آمین

ازقلم: محمد انور بابر، لکی مروت (بنوں)

حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ

کا سفرِ آخرت

ذکر حبیب کرتا ہوں حمد و ثناء کے بعد　　اک ناخدا کو یاد ہوں کرتا خدا کے بعد

مرتے نہیں جو ہوتے ہیں زندہ قضا کے بعد　　دارِ بقا میں رہتے ہیں دارِ فنا کے بعد

قصہ ہے خواجہ خان محمدؒ کے وصل کا

پیر پٹھان کے پاک گھرانے کی نسل کا

پھٹتا ہے دل، نکلتی ہے جان، کٹتا ہے جگر　　دنیا سے خواجہ خان محمدؒ کا ہے سفر

تھامو کلیجہ رحلت حضرتؒ کی ہے خبر　　دنیا سے جاتا حضرت حامدؒ کا ہے پسر

دیکھیں گے پھر نہ شکل بھی اس بے نظیر کی

روتے ہیں اس لئے کہ جدائی ہے پیر کی

دنیا سے ہے روانگی فخر زمان کی　　منزل قریب آ گئی ہے لامکان کی

یہ رخصتی ہے نائب پیر پٹھان کی　　طاقت نہیں زبان کو جس کے بیان کی

ان کی جدائی چیرتی قلب و جگر گئی

وہ کیا گئے مریدوں کی دنیا اجڑ گئی

پھیلی جہان میں خبر ان کے وصال کی
دوڑی ہے لہر جسم میں رنج و ملال کی
صورت خرد پہ چھا گئی ان کے جمال کی
سیرت بھی یاد آ گئی اک باکمال کی
تڑپا جگر تو آنکھوں سے آنسو نکل پڑے
سب بے خودی میں قافلے تونسہ کو چل پڑے

تونسے کو آج طالب دیار چل دیئے
بچے، ضعیف، نوجواں، لاچار چل دیئے
اپنی شفا کے واسطے بیمار چل دیئے
اپنے پرائے یار اور اغیار چل دیئے
احباب جیسے ملنے کو آتے ہیں عید کو
ایسے ہی لوگ آ گئے حضرتؒ کی دید کو

ظاہر اُداس چہروں سے غم کے پیام ہیں
کامل ولی کے دیکھو جلوے بھی عام ہیں
تونسہ میں دور دور سے آئے غلام ہیں
خواجہؒ کو آئے آخری کرنے سلام ہیں
کس کو دکھائیں زخم جدائی کے تیر کا
اٹھتا ابھی جنازہ ہے تونسہ کے پیرؒ کا

اہلِ خرد بھی عقل سے بیگانہ ہو گئے
میت کو دیکھتے ہی وہ دیوانہ ہو گئے
جذبے میں رند ساقی و میخانہ ہو گئے
ایسے جلے کہ شمع پہ پروانہ ہو گئے
میت پر خواجہؒ پاک کی خلقت لپک پڑی
حضرت کی چارپائی سے دنیا لپٹ پڑی

جو منتظم ہجوم کو پیچھے ہٹاتے تھے
آگے وہ زور کرتے تھے پیچھے نہ آتے تھے
سر پہ جنونِ شوق میں ڈنڈے بھی کھاتے تھے
پروانے دید کے لئے آگے ہی جاتے تھے
مشتاق سارے ہو گئے بے چین و بے قرار
خواجہ کو دیکھ دیکھ کے روتے تھے زار زار

جمعہ شریف، سن اناسی تھا، مئی کی چار　　　ہم کو اکیلا چھوڑ کے رخصت ہوا وہ یار

ہجر و فراق سے ہوا دامن ہے تار تار　　　خواجہؒ کی یاد دل کو ستاتی ہے بار بار

جن کے وسیلے سے ہمیں رشد و ہدیٰ ملی

ان کو فنا کے بعد حقیقی بقا ملی

ہوتا ولی پہ رحمت حق کا ظہور ہے　　　وصل حبیب سے اسے ملتا سرور ہے

ملتا لحد میں خالقِ اکبر کا نور ہے　　　ہوتا مگر زمانے کو صدمہ ضرور ہے

یہ شان عام لوگوں کو ہرگز ملی نہیں

زندہ سدا یہ ہوتے ہیں مرتے ولی نہیں

خواجہؒ سے کام ہوتا تھا ہر تشنہ کام کا　　　عرفان و معرفت کا بھرا ملتا جام تھا

جنت کے گھونٹ گھونٹ میں کوئی پیام تھا　　　خواجہؒ کا فیض جاری سدا صبح و شام تھا

وہ لطف مے کے پینے کا باقی نہیں رہا

میخانہ رسولؐ کا ساقی نہیں رہا

ہم سے ہمارا پیر طریقت جُدا ہوا　　　حضرت کا دو گھڑی میں جنازہ ادا ہوا

انور شرف جنازے کا ہم کو عطا ہوا　　　اوجھل ہماری نظروں سے مردِ خدا ہوا

پیر پٹھان سے ہوگئی نسبت قریب کی

روضے میں محوِ خواب ہے میت حبیبؒ کی

ابیات بروفات حسرت آیات

حضرت خواجہ خان محمدؒ و حضرت خواجہ غلام فخر الدینؒ

از انشاذ حضرت علامہ فقیر محمود السدیدی، سلیمانی

عندلیبے دوش می نالید زار — قدسیاں از نالۂ او بیقرار

کس بہ پرسیدش چہ ایں نالہ فغاں — کزوے برپا گشت شورے در جہان

گفت از باغ سلیمانؒ دو گلے — کردہ تر خیلی بہ دیگر محفلے

رونقِ ایں گلستانِ جنت نظیر — فخر دیں خان محمد بے نظیر

طرفۃً لقمہ اجل شد بیدریغ — اے دریغا اے دریغا اے دریغ

رحلتِ شان ساخت عالم غمکدہ — چشمہا گریاں و دلہا غمزدہ

آں یکے کز جلوۂ وجہش منیر — بود مسند مطلع بدر منیر

آں دگر محبوبِ محمودؔ انام — کشت از تیغ ہجر فرجِ دوام

برروان پاک ایشان ہر غلام

مید ہد ہر لحہ اتحاف سلام

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ

اے خداوندا! تو ذات کبریا کے واسطے

رحم کر مجھ پر محمد مصطفےٰ ﷺ کے واسطے

میں ہوا ہوں سخت زار، اس بند محنت میں اسیر

کھول دے مشکل علی مرتضٰی کے واسطے

خواجۂ بصری حسن کا نام لاتا ہوں شفیع

شیخ عبدالواحد اہل بقا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل خواجۂ ابن ِ عیاض

شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے

حضرت خواجہ حذیفہ کے لئے ٹک رحم کر

پھر ہبیرہ البصری صاحب ہدیٰ کے واسطے

خواجۂ ممشاد کی خاطر مرا دل شاد کر

شیخ بو اسحاق قطب چشتیہ کے واسطے

خواجۂ ابدال احمد بو محمد مقتدیٰ

خواجۂ بو یوسف صاحب صفا کے واسطے

خواجہ مودودِ حق اور خواجۂ حاجی شریف

خواجۂ عثمان اہل اقتداء کے واسطے

والی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن

شیخ قطب الدین قطب الاتقیاء کے واسطے

کام کر، شیریں طفیل خواجۂ گنج شکر

اور نظام الدین محبوبِ اولیاء کے واسطے

دل کو روشن کر طفیل شاہ نصیر الدین چراغ

اور کمال الدین کمالِ اصفیاء کے واسطے

دور کر ظلمت سراج دینِ دنیا کے طفیل

اور علم الحق و دین علم الہدیٰ کے واسطے

حضرت محمود راجن سرور دنیا و دیں

اور جمال الدین جمن صاحب صفا کے واسطے

شیخ حسن اور خواجۂ شیخ محمد کی طفیل

حضرت یحییٰ مدنی مقتدیٰ کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل شاہ کلیم اللہ ولی

اور نظام الدین مقبول خدا کے واسطے

دینِ و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر الدین

خواجۂ نور محمد رہنما کے واسطے

حضرت خواجہ سلیماں دوجہاں کے دستگیر

قبلۂ حاجات و کعبۂ مدعا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ اللہ بخش پر
عارف باللہ کامل رہنما کے واسطے

یاالٰہی کھول دے مشکل میری دارین میں
خواجہ موسیٰ تقی باصفا کے واسطے

صاحبِ صدق و صفا عالی مراتب بے ریا
خواجہ محمد حامد صاحب صابر و شاکر نور خدا کے واسطے

کلفتِ غم سے چھڑا یارب دلِ رنجور کو
خواجہ حافظ سدید الدین باصفا کے واسطے

صاحبِ کشف و کرامات صاحب صبر و رضا
خواجہ خان محمد نور الاصفیا کے واسطے

گرمیٔ سوزِ محبت میرے دل کو بھی ہو عطا
حضرت خواجہ عطاء اللہ مسند نشین چشتیہ کے واسطے

بخش دے اپنی محبت اور قطع کر دے ماسوا
برکت پیران شجرہ چشتیاں کے واسطے

بخش دے ہم سب کو خدا
سید عالم محمد مصطفٰے کے واسطے

حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ